حجاج بن یوسف کا فرمان دریاے مہران عبور کرنے کا اور داہر سے لڑنے کا

پس محمد قاسم یہاں سے چلکر حصار سیسم پر آیا دو چار روز تک لڑائی رہی خدا نے اُسے فتح دی اور دشمن فرار ہوئے۔ داہر کا بھتیجا بن چندر اور اُسکے تابعین براوت و تھاکر مارے گئے۔ باقی لڑنے والوں میں سے کچھ تو بدھیہ کے کچھ بھٹ نور میں جو سامو ج اور قندابیل کے درمیان میں ہے بھاگ کر چلے گئے یہاں سے امانت کی درخواست کی۔ یہ سب داہر سے مخالفت رکھتے تھے بعض داہر کے ہاتھ سے فیج ہوئے تھے اسلیئے انھوں نے اُس سے بغاوت اختیار کی اور اپنے ایلچیوں کو بھیجا اور ایک ہزار درہم وزن چاندی دینے کا وعدہ کیا اور اپنے طرف سے اوّل سوستان روانہ کیے +

محمد قاسم نے بعض رئیسوں پر زر مال گزاری مقرر کر دیا اور از سر نو انکی رفاہ کا عہد و پیمان کر لیا اور حمید بن وداع النجدی اور عبد القیس آل جارود کو یہاں مناصب پر مقرر کیا اور انکے معتمد ہونے کے سبب سے ساری کاموں کا اہتمام انھیں کے سپرد کیا۔ اس طرح سیسم کے انتظام سے فارغ ہوا تو حجاج کا فرمان پہنچا کہ کہیں اور مت جاؤ نیرون کو واپس آؤ اور مہران سے عبور کرنے کی تدبیر کرو اور داہر سے لڑائی لڑو اور خداے عز و جل سے دعا مانگو کہ تجھے ظفر و نصرت عنایت کرے۔ جب ان نواحی پر تیرا تسلط ہو تو وہاں کلّی و جزوی انتظام کر اور حصاروں کو مضبوط کر اور کسی کو غیر مضبوط نہ چھوڑ۔ محمد قاسم نے جب اس فرمان کو پڑھا تو وہ نیرون میں آیا۔ یہاں سے یہ خط لکھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ امیر اجل عالم تاج دین پناہ عجم و ہند حجاج بن یوسف کی بارگاہ رفیع میں خدمتگار محمد قاسم بعد بندگی و خدمت عرض کرتا ہوں میں مخلص مع تمام ہمراہیان و حشم و خدم و جماعت لشکر مسلمانوں کی ضمان سلامت میں ہیں اور ہمارے تمام امور کو استقامت اور مسرت کو شدت حاصل ہے رائے انور پر روشن ہو کہ بیابان اور اسکی ہنادہ مہالک کو قطع کر کے بلاد سند میں پہنچا وہ حصہ ملک کا جو قلعہ بغرور (نیرون) کے محاذی دریاے مہران پر واقع ہے فتح ہوا۔ یہ قلعہ اُور کے ملک میں ہے اور داہر کی ملک میں تھا جن لوگوں نے سرکشی کی وہ قید کیے گئے یا بھاگ گئے۔ جب فرمان امیر نافذ ہوا اور مراجعت کی طرف اشارہ ہو تو میں حصار میں کہ کوہ نیرون میں ہے پھر آ گیا ہوں اور یہ حصار دار الخلافۃ سے نزدیک ہے امید ہے کہ عنایت بادشاہی اور اقبال امیر معظم سے دشمنوں کے حصنہاے حصین فتح ہوں اور ہمارے خزانے دولت سے معمور ہوں بالفعل حصار سوستان و سیسم میں ہماری حکومت مسلم ہو گئی۔ پسر عم زادہ داہر اور اسکے اور اعیان

شجاع قتل کیے گئے اور مشرک مسلمان ہوئے یا مفتوح ۔ بت کدوں کی بجائے مساجد و معابد بنائے گئے
انمیں ممبر قائم ہوئے خطبہ پڑھا گیا ۔ اذان دی گئی ۔ اوقات مقررہ پر فرض نماز ادا ہوتا ہے ۔ خدائے
عزوجل کی ذکر و تذکیر صبح و شام ہوتی ہے احکام الٰہی کی تعمیل قرآن کی آیتوں کے موافق ہوتی ہے میں
ایسے حصن کے جوار میں مقیم ہوں کہ وہ سد سکندری پر بھی افتخار کرتا ہے ۔ حول و قوت ہماری خدائے
عزوجل کے ساتھ ہیں رائے رفیع کے لئے یہ مکتوب بھیجتا ہوں اور فرمان نافذ و مثال لائق کے صدور
کا منتظر ہوں جو حکم و ارشاد ہوگا توفیق الٰہی سے اسکے موافق تعمیل ہوگی ۔ سامی راسل سے جو بندہ چچ
داہر کے توابعین میں سے ہے عہد و پیمان کی گفتگو ہو رہی ہے اگر یہ امر طے ہو جائیگا تو دریائے مہران کے
گذرنا ہم پر آسان ہو جائیگا +

فرمان حجاج ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ فرزند عزیز کریم الدین محمد قاسم ادام اللہ تمکنتہ کا
مکتوب پہنچا ۔ انواع تکلف و اصناف تعظیم سے آراستہ تھا ۔ اس سے تمام حال وہاں کا بوجہ وضوح میں آیا
معلوم ہوا ۔ ایسی بسر کیا تجھکو ہو گیا ہے کہ رائے عقل و تدبیر و تمیز اپنی سے تعین کرکے ملوک مشرق کو لڑائی
میں مقہور نہیں کرتا اور ان لشکروں کو کہ لشکر اسلام کی مدافعت چاہتے ہیں تباہ و برباد نہیں کرتا تو
انکے کید اور فتنہ کو دفع کر اور مال جتنا تو خرچ کرسکتا ہے انعام و بخشش لشکر میں صرف کر اور جو کوئی تجھسے
انقطاع ولایت چاہے اسکو تو ناامید نہ کر اور اسکی ملتمسات کو قبول کر ۔ امان سے رعایا کو اطمینان دے
بادشاہی کے چار ارکان ہیں اول مدارا و مواسا و مسامحت و مصالحت ۔ دوم بذل مال و عطیہ ۔
سوم دشمنوں کی مخالفت میں رائے صواب انکی مزاج شناسی میں علم ۔ چہارم رعب مہابت و
شہامت و قوت و شوکت ۔ دشمنوں کے دفع کرنے میں ان طریقوں سے دشمنوں کو دفع کرنا چاہئے تو راجاؤں
کو عہد واثق سے راہ پر لا جب وہ مال گذاری دینے کا اقرار کرلیں تو سب طرح سے تو انکو قوی
پشت کر جب کسی کو سفیر بنا کر بھیج تو پہلے اسکی عقل مذہب و کیاست و امانت پر خوب اعتماد حاصل
کر لے کہ مبادا اسکی رفتار و گفتار سے اسلام کی گردن پر وبال آئے ۔ اپنے تئیں دشمنوں کے مکر و غدر سے
بچاتا رہ ۔ مہمات میں حزم و ہوشیاری کو کام میں لا ۔ داہر سے ہمیشہ متحرز رہ ۔ اگر وہ کوئی ایسا معتقد
و معتمد بھیجے تو اسکی مجالست کیلیے بے خوف نہ رہ جب اسکو بلا تو بزرگوں کی محفل میں اسکو جواب شافی

بے محابا دے۔ جو شخص وحدانیت الٰہی کا اقرار کرے اور تیری اطاعت کرے تو اُسکے تمام مال و اسباب و ننگ و ناموس کو برقرار رکھہ اور جو اسلام نہ قبول کرے تو اُس کو فقط اتنی گزند پہونچا کہ وہ مطیع ہو جائے۔ جو لوگ تمرد اختیار کریں تو اُنسے لڑنے کے لئے تیار ہو۔ اور ایسی جگھہ اُترکہ وہاں مین فراخ ہو تا کہ مرد مرد کے ساتھہ اور سوار سوار کے ساتھہ میدان مین جولانیاں کر سکیں جب لڑائی میں مصروف ہو تو کرم الٰہی پر توکل کر۔ دریا مہران کے اول تو عبور کر تا کہ تیری ہیبت لوگوں کے دلوں پر اثر کرے اور ایسی جگھہ سے عبور کر کہ وہاں پل استوار باندہ سکے اسکا پہلے خوب امتحان کر لے جب فرمان حجاج کا آیا تو محمد قاسم دریا کے عبور کرنے کی تدبیر سوچنے لگا +

جب داہر کو یہ خبر پہونچی کہ محمد قاسم نیرون میں آگیا تو اوسنے نجومیوں سے پوچھا کہ تمہارا علم نجوم کیا کہتا ہے۔ سب نے بالاتفاق کہا کہ مسلمانوں کی فتح ہوگی۔ داہر نے سمانی بھندرکوا کو جسکی ایالت میں حصار نیرون تھا نیرون بھیجا کہ وہاں کے حال کی اطلاع دے۔ وہ لشکر گاہ عرب میں پانچ مقدموں کے ساتھہ آیا اور حجاج کا فرمان بھی ساتھہ لایا۔ اور محمد قاسم کو دکھلایا۔ محمد قاسم نے کہا کہ میں اس فرمان کی فرمان بری کے لئے موجود ہوں مگر اہل نیرون نے جو حصار کا دروازہ لشکر کے لئے بند کیا جسکے سبب سے لشکر میں غلہ کا کال پڑ گیا یہ نیک کام نہ تھا۔ اُسنے یہ عذر کیا کہ ہماری تمام مصالح امور راجہ داہر سے متعلق ہیں میں اُس کے پاس حاضر تھا میری غیر حاضری میں رعایا نے متردد ہو کر اور لشکر سے ڈر کر دروازہ بند کر لیا۔ اب میں حاضر ہوں جو حکم ہوگا بجا لاؤنگا۔ اُسپر سمانی کو محمد قاسم نے خلعت دیا اور نہایت عنایت کی اور اُس کو واپس بھیجا۔ اُسنے جا کر حصار کا دروازہ کھولدیا۔ محمد قاسم گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے اکابر و اعیان کو ساتھہ لیا اور حصار میں آیا۔ بجائے بت کدہ کے مسجد بنوائی۔ دوگانہ نماز اُسمیں ادا کیا۔ حصار میں شحنہ اپنی طرف سے مقرر کیا۔ پھر یہاں سے حصار اشہار پر محرم ۹۳ھ میں گیا اور اُس کے سواد میں اُترا۔ یہ حصار نہایت استوار تھا۔ اہل حصار نے لڑنے کی تیاری کی اور حصار کے گرد گہری خندق کھودی۔ ایک ہفتہ تک لڑائی رہی۔ پھر اہل حصار نے اطاعت اختیار کی محمد قاسم نے امان دی۔ انھوں نے مالگزاری دینے کا وعدہ کیا قلعہ کی کنجیاں دیدیں۔ محمد قاسم نے حصار کا انتظام اپنے معتقدین و معتمدین کے حوالہ کیا۔

محمد قاسم مسبر جہان پر پہنچا تو داہر کو اسکی خبر ہوئی وہ سمجھا کہ اہل عرب کا استیلا روز بروز بڑھتا
جاتا ہی تو اُسنے موکہ بن بسایا پاس ایلچی بھیجا کہ اگر تو ہماری اطاعت کریگا تو تیرا ملک بدستور تیرے
پاس رہے گا ۔ اسکے جواب میں موکہ نے محمد قاسم کو لکھا کہ تیری اطاعت کی طرف رغبت ہوتی ہی
مگر سندھ ہمارا مسکن و ماوا ہی ہمارے باپ دادا کا ملک ہے میری راجہ داہر سے قرابت ہے مجھپر اُسکی ساتھ
ہر حال میں شریک رہنا فرض ہی گو میں جانتا ہوں کہ ہماری سلطنت کا زوال آگیا ۔ پھر موکہ نے منجموں
سے پوچھا کہ آیندہ کیا ہونے والا ہی اُنھوں نے بہت عذرات کے بعد یہ عرض کیا کہ یہ ملک ہمارے ہاتھ
سے نکل کر مسلمانوں کے ہاتھ میں جائیگا موکہ کے قول پر محمد قاسم کو اعتماد تھا اُسنے بنانہ بن حنظلہ کلابی
کو ہزار سوار کے ساتھ موکہ کے گرفتار کرنے کے لئے بھیجا ترجمان اُنکے ساتھ گیا پس بنانہ نے موکہ
بسر بسایا کو مع تیس ٹھاکروں کے گرفتار کیا اور محمد قاسم کے روبرو لایا ۔ محمد قاسم نے اُسکی بڑی
آؤ بھگت کی موکہ کو ۔ ملک بیت تمام و کمال عطا کیا اور اُسکی سند لکھہ کر دیدی کہ وہ نسلاً بعد نسلٍ
مالک ہے ۔ اور ایک لاکھہ درم صلہ میں دئیے سبز چتر طاؤسی و کرسی و خلعت دیا + اور اُس سے
کشتیوں کے فراہم کرنے کا وعدہ لیا +

داہر کے پاس ایک شامی ایلچی بھیجا اور مولا اسلام کو ترجمان کے لئے اُسکے ہمراہ کیا یہ مولا دیبل کے رہنے والے
تھے اور محمد قاسم کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے ۔ جب دونوں داہر کے پاس پہنچے تو مولا نے داہر کو سلام نہیں کیا
اسپر داہر نے مولا سے کہا کہ تو دستور کے موافق آداب کورنش کیوں نہیں بجا لایا ۔ اُسپر مولا نے کہا کہ جب آپکے
مذہب میں تھا تو آپ کو بندگی کرتا تھا ۔ اب اسلام سے مشرف ہوا ہوں شاہ اسلام کو سلام کرتا ہوں کافر
کو سلام نہیں کرتا ۔ داہر نے کہا کہ تو ایلچی بن کر نہ آتا تو تجھکو سزا دیتا ۔ اسپر مولا نا نے کہا کہ اگر تو مجھکو مار ڈالتا
تو اسلام کا کچھہ نقصان نہ ہوتا مگر میرے خون کا انتقام جب لیتے تو تجھکو بڑی سزا دیتے ۔ شامی نے
محمد قاسم کا یہ پیغام پہونچایا کہ دریاء مہران کو تم عبور کرکے ہم سے لڑو یا ہم کو عبور کرنے دو ہم تم سے
لڑیں اسپر وزیر سی ساگر سے داہر نے مشورہ کیا اُسنے کہا کہ میرے نزدیک اُنکو دریا سے اُترنے دو
پیچھے اُنکے دریا ہوگا اور آگے تیرا لشکر ہوگا ۔ اُنکا فریاد رس کوئی آگے ہوگا نہ پیچھے یوں ترغہ میں وہ
پھنس جائینگے ۔ مگر جیب اسی امر میں محمد علافی سے مشورہ کیا (محمد علافی کا پہلے ذکر ہو چکا ہے)

اور سی ساگر کی رائے اُسکے سامنے بیان کی اُسنے کہا کہ وزیر کی رائے غلطی پر ہے۔ عرب کا لشکر جو آیا ہے وہ رضاء الٰہی میں اپنی جان دینے کو تیار ہے۔ وہ مرنے کو شہادت جانتا ہے اور اُسکے بدلہ میں جنت ملنے کا یقین رکھتا ہے۔ اگر وہ دریا سے عبور کرکے اس طرف آ گیا تو ایک قیامت برپا کردیگا۔ رعایا اسکے خوف کے مارے اسکی اطاعت قبول کرے گی۔ اس دریا کے درمیان حائل ہونے کو غنیمت سمجھو۔ میرے نزدیک اہل عرب کا دریا سے گزرنا مصلحت نہیں ہے۔ بہتر ہے کہ کشتی کے ملاحوں پر ایسی درشتی رکھو کہ وہ علف و غلہ وغیرہ و کاہ کی راہیں سب طرف سے لشکر عرب پر بند کردیں اس طرح آدمیوں کو بھوکا اور گھوڑوں کو بے علف رکھ کر اس لشکر کو متفرق و پریشان کریں۔ اس صلاح و مشورہ کے بعد داہر نے ایلچی کو واپس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ ہم سب طرح سے لڑائی کے لیے آمادہ بیٹھے ہیں خواہ تم دریا سے عبور کرو یا ہم عبور کریں۔ ایلچی نے جب محمد قاسم سے یہ آ کر کہدیا تو اُسنے کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم ہی دریا کو عبور کرینگے۔ وہ مہران کی جانب مغربی اترا اور موکہ بن بسایا کو بلایا اور کشتیوں کا سامان کرنے لگا۔ حجاج کو داہر کے جواب کی اطلاع دی تو اُسنے بھی یہی صلاح لکھی کہ دریاء مہران سے عبور کرو میں رات دن خدا تعالیٰ سے تمہاری فتح کی دعا مانگتا ہوں یقین ہے کہ خدا تمہاری مراد پوری کریگا ایک دعا بھیجتا ہوں اُسے پڑھتے رہا کرو۔ پل کے بنانے کی اور اسکی آزمایش کی ترکیب لکھ بھیجی۔ پھر اُسکے بعد ایک خط حجاج کا آیا جسمیں لکھا تھا کہ تم اول نقشہ دریاء مہران کے چار فرسنگ کا بنوا کے میرے پاس بھیجدو۔ اُسے دیکھ کر میں تمکو بتلادونگا کہ کس موضع سے تمکو اترنا چاہیے۔ محمد قاسم جیور کے مقابل آیا۔ داہر بھی ہاتھی پر سوار ہو کر لشکر اسلام کی برابر آیا۔ دونو کے درمیان دریاء مہران فاصل تھا۔ ایک شامی کہ تیراندازی میں قادر و ماہر تھا اُسنے چاہا کہ گھوڑے کو دریا میں ڈال کر داہر کے تیر چلائے مگر اُسکا گھوڑا پانی سے جھجکا کہ داہر نے ایسا تیر اُسکے لگایا کہ اسکی روح پرواز ہوئی۔ داہر چلا گیا اور جاہین کو معبر دریا پر معین کیا کہ اہل عرب کے لشکر کو اترنے نہ دے +

سوستان کی لڑائی +

لشکر اسلام کے چند سواروں نے محمد قاسم سے آ کر کہا کہ چندر بن بالہ نے حصار سوستان عربوں کو نکال دیا محمد قاسم نے مصعب بن عبدالرحمن کو ہزار سوار اور دو ہزار پیادے دیکر وہاں روانہ کیا حصار کے باہر چندرام سے لڑائی ہوئی اور اُسکے لشکر کو ہزیمت ہوئی اُسنے حصار میں جانا چاہا مگر وہاں اہل حصار نے

اُس کو اتنے ہیں زیادہ مارا گیا۔ اہل تجارت و اہل حرفہ و پیشہ نے اپنے معزز آدمیوں کو مصعب پاس بھیجا اور عرض کی کہ یہ غدر ہماری طرف سے نہ تھا ایک چور گھس آیا تھا اُسنے یہ دنگہ فساد برپا کیا غرض حصار کا دروازہ انھوں نے کھول دیا اور مصعب نے حصار کا انتظام کر لیا اور فتح کی خبر محمد قاسم کو بھیجدی محمد قاسم نے اُسے لکھا کہ حصار کی حفاظت کے لئے معتمد امین مقرر کر دو اور تجار و صناع و معارف شہر سے اُول لے لو اور چار ہزار جنگی سپاہی اپنے ساتھ لاؤ مصعب نے محمد قاسم کے حکم کی تعمیل کی اور محمد قاسم سے آن ملا اور حصار بیت کے پاس سوکہ لسر بسایا یا بھی اُسنے ملا۔

جب داہر کو یہ یقین ہو گیا کہ محمد قاسم سے موکہ نے بیعت کر لی تو اُسنے اپنے بیٹے جے سیہ کو حصار بیت میں بھیجا کہ لشکر اسلام کے مقابل ایستادہ ہو کر انکو دریا سے نہ گذرنے دے بڑا لاؤ لشکر اُسکے ساتھ تھا۔ وہ دریا پار اُس کے ساحل پر مقیم ہوا اُسکے سامنے جہیم و کر پل پر محمد قاسم کا لشکر اُترا ہوا تھا۔ پچاس روز یہاں قیام رہا جسکے سبب سے غلہ و کاہ میں کمی ہوئی اور کھانے کی تنگی سے لشکر متردد ہوا گھوڑے بغیر دانے چارے کے بیمار ہونے شروع ہوئے جو گھوڑا بیمار ہوتا اُسکو ذبح کر کے لشکر کھاتا۔ دشمن بھی چاروں طرف گھات لگائے بیٹھے تھے۔ راجہ داہر یہ حال دیکھ کر خوش ہوتا تھا اُسنے محمد قاسم پاس ایلچی بھیجا +

محمد قاسم سے ایلچی نے آنکر کہا کہ تو نے دیکھا کہ تیرا انجام کار کیا ہوا تیرے لشکر کو غلہ نہیں میسر ہوتا اب اگر صلح کر تو میں علوفہ بھیجدوں کہ تیرا لشکر گرسنگی و بے برگی سے ہلاک نہ ہو خوب سمجھ لے کہ ہم سے لڑائی میں کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ محمد قاسم نے جواب دیا کہ میں یوں تو مصالحت نہیں کرتا اگر تم جزیہ دینا قبول کرو اور خزانہ دار الخلافہ میں دیا داخل کرو تو میں صلح کر لونگا وگرنہ خدا کی امداد سے تیرا سر کاٹ کے عراق بھیجونگا +

محمد قاسم نے حجاج کو لکھا کہ داہر کا ایلچی یہ پیغام لیکر آیا تھا اور میں نے اُسکا یہ جواب اُسکو دیا سوا ازیں گھوڑوں میں وبا پھیلی ہوئی ہے جس سے بہت گھوڑے مر گئے۔ چارہ و غلہ کی تنگی رہتی ہے دریا سے پار جانے کے لئے کشتیاں میسر نہیں ہوتیں۔ حجاج نے بھی طیار کو اسلئے یہاں مقرر کر کے بھیجا تھا کہ وہ محمد قاسم سے خفیہ یہاں کے حالات سے اُسے اطلاع دے۔ وہ مکران میں پہونچا تھا

محمد قاسم کے مقابلہ میں حصار بیت میں جے سیہ لیسر داہر کا آنا + داہر کے ایلچی کا محمد قاسم پاس آنا + حجاج پاس طیار کا دوبارہ جانا

کہ اسکو سر راہ محمد قاسم کے لشکر گاہ سے ایک مسافر آتا ہوا ملا۔ طیار نے اس سے لشکر کا حال پوچھا اسنے
نہایت شرح و بسط سے وہاں کا حال بیان کیا کہ لشکر عرب اس سبب سے متردد و متفکر رہتا ہے کہ
گھوڑے وبا سے مر گئے ہیں غلہ و علف کی تنگی رہتی ہے اور ہر طرح کی بھی تکلیفات ہیں۔ طیار نے
حالات سنکر اور مسافر کو ساتھ لیکر حجاج پاس الٹا چلا گیا۔ اور اسکو ان حالات پر آگاہ کیا جس سے
وہ نہایت متاسف ہوا اسنے صلحار علمار سے التماس کی کہ وہ خدا سے دعا صالح مانگیں مسافر کو
اپنے پاس بلا کر لشکر کا حال پوچھا۔ اسنے بیان کیا کہ بہت گھوڑے وبا سے مر گئے اور غلہ چارہ
نہیں ملتا۔ مگر میں جب وہاں سے چلا آیا ہوں تو گھوڑوں کی وبا موقوف ہو گئی تھی اور غلہ کے تاجر
چاروں طرف سے غلہ لشکر میں لاتے تھے اور ارزان بکتی تھی۔ گھوڑے جو زندہ سلامت ہیں تھے وہ بالکل
تندرست تھی۔ حضور نے جو اپنے مرید معتمد سے یہ حال سنا ہو وہ میں نے ہی اسسے کہا تھا مگر پورا اس نظر سے
نہیں کہا کہ دوست دشمن جب اسکو سنینگے تو اندیشہ تھا کہ کہیں کوئی دشمن لشکر کو اذیت نہ پہنچائے
حجاج نے اس مسافر کو دار الخلافہ میں خلیفہ کے پاس ان تمام حالات کے بیان سنانے کیلئے بھیجدیا +
جب حجاج نے یہ حالات سنے تو محمد قاسم پاس یہ حکم بھیجا کہ تمہاری تحریر سے اور قاصد کی تقریر
سے وہاں کے کل حالات معلوم ہوئے کہ بہت گھوڑے ساقط ہوئے اور باقی زندہ سلامت ہیں اسلئے تمہارے
پاس دو ہزار گھوڑے بھیجے جاتے ہیں تم انکو معتمد دل اور مبارزوں ولشکر کے سرداروں کی حوالہ کر دو اور
انسے کہہ دو کہ وہ ان گھوڑوں کو اپنا ہی سمجھیں تم لشکر کی شوکت کو دشمنوں کو دکھاتے رہو۔ یاد رکھو
کہ کسی شخص کی تمنا اپنے ارادہ سے پوری نہیں ہوتی جب تک خدا تعالیٰ اسکو بر لائے۔ خدا تعالیٰ ہمارے
تمنا کو ہمارے دشمنوں کے مقابل میں پوری کریگا۔ تمکو چاہئے کہ جسطرح ہو سکے کشتیاں بہم پہنچاؤ اُنکا
پل بناؤ تاکہ دریا سے عبور کرنا آسان ہو محمد قاسم نے یہ حکم لشکر کو سنا دیا +
محمد قاسم نے اس فرمان کے جواب میں عرضی لکھی کہ یہاں خوراک طبیعت کے مخالف ملتی ہے
ہے کہ جس سے بیماری اور رطوبت پیدا ہوتی ہے اسلئے ترشی کی ضرورت ہے اپنے خاص ہو دی خانہ سے کسیقدر
سرکہ عنایت فرمائیں کہ لشکر کو اسکی بڑی ضرورت ہے۔ حجاج نے دھنکی ہوئی روئی کو سرکہ میں تر کر کے
خشک کیا اور اسکی گٹھریاں بندھوا کے محمد قاسم پاس بھجوا دیں اور لکھ بھیجا کہ روئی کو پانی میں

نرگی اسکے شہر کو نکال لیا کرو +

حجاج نے محمد قاسم کو لکھا کہ تمہاری راے صواب ہے کچھہ تعجب کی بات نہیں ہی کہ تم دشمنوں کو امان دینے پر بہت حریص ہو مگر یہ امر تمہارا مجھکو مکروہ معلوم ہوتا ہی جس دشمن کی عداوت کا امتحان ہو چکا ہو اُسکو امان دینی نہیں چاہیئے۔ وضیع و شریف کو ایک محل پر نہیں رکھنا چاہیے عقل کا م کو اسطرح انجام دو کہ دشمنوں کو تمہارے عجز کا احتمال نہ ہو۔ مدت سے دشمنوں کے مقابل میں تم پڑے ہو۔ تم صلح میں کوشش کرتے ہو۔ لوگ اس صلح جوئی کو تمہارے عجز و قصور پر حمل کرتے ہیں۔ تم کو چاہیے کہ رسم سیاست و ریاست کو بجا رکھو۔ سہم و فہم کو نگاہ رکھو عزم مصمم کرو۔ خدا کے آگے دل و جان حاضر رکھو دریاے مہران کے نقشہ دیکھنے سے ہمکو یہ معلوم ہوا کہ دریا کا عرض موضع بیت پر تنگ ہی اور وہاں کنارہ بھی سہل گذار ہے اسلیے تم وہاں سے پار اُترو +

جب حجاج کے یہ احکام محمد قاسم پاس پہونچے تو وہ جہم سے سفر کر کے ساکرہ میں پہنچ گیا تھا وہاں کشتیوں اور تختوں کے جمع ہونے کا حکم دیا تھا اور دریا سے عبور کرنے کا عزم مصمم کیا۔ یہاں یہ بلند ارادے ہو رہے تھے۔ وہاں راجہ داہر رات دن لہو و طرب میں و صید لعب میں مشغول تھا تاکہ مسلمانونکو معلوم ہو کہ انکو وہ ایسا ہیچ سمجھتا ہی کہ کچھہ انکی پرواہ نہیں کرتا۔ اس خیال میں راجہ کے پاس اسکا وزیر سیاکر آیا اور کہنے لگا کہ راجہ کی عمر دراز ہو۔ آپ تو شطرنج اور نرد بازی میں مشغول ہیں اور اہل عرب دریا سے عبور کرنیکی تدبیر میں مصروف ہیں راجہ نے کہا کہ آپ ہی کوئی مصلحت بتائیے کہ میں کیا کروں وزیر نے کہا کہ میں تین تدبیریں آپ کو بتاتا ہوں انمیں سے جو آپ کو پسند آئے وہ اختیار کیجیے۔ اول یہ کہ آپ ہند کو اپنے اہل و عیال و اقربا روانہ کریجیے اور خود جریدہ ہر طرف سے فیلان مست اور رہوان دلاور کو جمع کیجیے اور دشمنوں پر غلہ و علف کی راہیں بند کیجیے اور لشکر کو انتخاب کر کے دشمن پر حملہ کیجیے۔ دوم یہ کہ یہاں کے نقد کو نکال لیجیے اور ریگستان میں چلے جائیے کہ وہ بجاے خود ایک حصن حصین ہو گا اور وہاں کے آدمیوں سے کہیئے کہ وہ آپکے ساتھہ شریک ہو کر اہل عرب سے لڑیں اور اگر وہ ایسا نہ کرینگے تو ہمارے غارت ہونے سے وہ بھی تباہ ہو جائینگے۔ سوم تدبیر یہ ہے کہ ہمعہ فرزندوں اور اقرباؤں کو ساتھہ لیکر سرزمین ہند میں چلے جائیے وہاں آپ کی ہر طرح کی امداد ہوگی

اور وہاں سے کمک لیکر اپنے ملک کو واپس آئیے اور لشکر عرب سے انتقام لیجیئے لشکر عرب کو کوئی نفع اِس ملک سے نہیں ہوگا لیکن اگر آپ ابتدا میں آپ کو شکست ہو گئی اور دشمن کو غلبہ ہو گیا تو پھر اہل عرب سے اس ملک کا چھین لینا ملوک ہند کے بس میں نہیں رہے گا +

راجہ داہر نے یہ سنکر وزیر سے کہا کہ جو کچھ آپ کے نزدیک تدبیر صواب ہو وہ عین مصلحت ہے لیکن میرے نزدیک اگر میری رائے میں یا ہندوستان میں اہل و عیال اقربا کے بھیجنے سے رعایا کو تردد پیدا ہوگا ٹھاکر اور امراء دل شکستہ ہو جائینگے اور مستعد ہو کر لڑنے کے نہیں بلکہ متفرق ہو جائینگے مجھے خود بھی ننگ آتی ہے کہ دوسرے سے التجا کروں یا کسی دوسرے کے دروازہ پر جاؤں پس بہتر یہی ہے کہ دشمن سے مقابلہ کر کے لڑوں اگر میں غالب آیا تو میری سلطنت مستحکم و استوار ہو جائیگی اور اگر مغلوب ہو گیا تو عرب کی کتابوں میں اور شاہان عالم میں میرا یہ ذکر باقی رہے گا کہ اپنے ملک کی حمایت میں جان کو صدقے کیا - وزیر نے کہا کہ میں تو آپ کی ذات کی بقا اور آپ کے لیے سلطنت کا خواہاں ہوں ورنہ اپنے لیے ایک مٹھی ستو اور ایک گھونٹ پانی کا اور ایک ٹکڑا کپڑے کا کافی جانتا ہوں آپ جو چاہے سو کیجیے +

محمد قاسم نے دریائے مہران کے عبور کرنے کا ارادہ مصمم کر لیا تو اُسکو یہ اندیشہ دامنگیر ہوا کہ کہیں راجہ داہر لشکر لیکر اُسکے عبور کرنے میں مزاحمت نہ کرے اسلیئے اس نے سلمان بن تیہان قریشی کو حکم دیا کہ لغرور میں جائے اور فیو ٹی راجہ داہر کے بیٹے کو باپ سے نہ ملنے دے - اس حکم کے موافق سلمان چھ سو آدمی لیکر لغرور گیا پسر عطیہ ثعلبی یا حنظلی کو حکم دیا کہ وہ پانچ سو آدمیوں کو گنداوا کی سرزمین بہ الکھم کو نہ بڑھنے دے سمائی کو جو قلعہ نیرون میں حاکم تھا حکم دیا کہ وہ غلہ اور علف کی جتنی ضرورت لشکر کو ہو پہنچاتا رہے مصعب بن عبدالرحمن کو حکم ہوا کہ وہ آگے جائے اور راہوں کی حفاظت کرے نباتہ بن حنظلہ کلابی کو حکم ہوا کہ ہزار سوار لیکر قلب لشکر میں رہے اور ذکوان بن علوان البکری کو حکم دیا کہ پندرہ سو سوار لیکر موکس بسایا حاکم بیت کے ہمراہ رہے اور بھیتی ٹھاکروں اور عزنوی جاٹوں کو جنہوں نے مسلمانوں کی اطاعت اختیار کر لی تھی اور اُنکو محمد قاسم نے نوکر رکھ لیا تھا حکم دیا کہ وہ ساگرا اور جزیرہ بیت میں رہیں اور دریائے مہران کی کم عرض جگہ تجویز کر کے کشتیوں کو حکم دیا کہ یہاں لگائی جائیں +

جب داہر کو خبر ہوئی کہ محمد قاسم کے پاس بہت سی کشتیاں ہو کہ پُل بنایا ہے جمع کر دیتا ہیں

تاکہ وہ دریا سے عبور کر جائے تو اُسنے اپنے بیٹے کو بیت میں بھیجا کہ وہ محمد قاسم کو روکے موکہ کا سکا
بھائی راسل کا تھا جو ہمیشہ موکہ سے دشمنی رکھتا تھا وہ داہر کے پاس آیا اور اُسنے کہا کہ مہاراج آپ اجازت
دیجیے کہ میں بیت میں جا کر لشکر عرب کو دریا نہ اترنے دوں۔ داہر نے اُسکی درخواست منظور کر کے
بیت کے اور سب مقدموں اور اکابر کو کہہ دیا کہ اُسکی اطاعت کریں اور اپنے بیٹے کو واپس بلا لیا۔

جب محمد قاسم نے کشتیوں کو جمع کر کے اُنکو بندھوانا شروع کیا تو راسل مقدموں اور بڑے
بڑے آدمیونکو ساتھ لیکر حملہ آور ہوا کہ محمد قاسم کشتیوں کا پُل نہ بنا سکا۔ محمد قاسم نے یہ دیکھ کر
حکم دیا کہ کشتیوں کو مغربی کنارہ پر لیجا کر بقدر دریا عرض کے جوڑیں جب کشتیاں جڑ گئیں تو اپنے
مردانِ جنگی پورے ہتیار لگا کے بٹھائے اور پل کے سرے کی کشتی پر تیر اندازوں کو بٹھایا جنھوں
نے راستہ روکنے والے دشمنوں پر تیروں کا مینہ برسایا۔ اس طرح پل کو تیرا کر مشرقی کنارہ پر جا لگایا
پھر زمین میں میخیں گاڑ کر پل کو باندھ دیا۔ پھر سے پیادوں اور سواروں نے اتر کر دشمن کے لشکر کو
جیہم کے دروازہ تک بھگا کر تعاقب کیا۔ صبح کو راجہ داہر خواب استراحت میں تھے کہ ایک شخص نے جگا کر
مفصل حال اس ماجرے کا سنایا تو داہر نے خفا ہو کر اُس سے کہا کہ کیا بُری خبر لایا ہے اور اُسکی پیٹھ پر
ایک ایسا گھونسا مارا کہ وہ مر گیا +

جب محمد قاسم نے دریا سے عبور کیا تو اُسنے منادی کی کہ اے لشکر اسلام آب مہران تمہاری پشت
پر ہے اور لشکر دشمنان تمہارے روبرو ہے جس شخص کا دل چاہے وہ بہتر ہے کہ یہاں سے اُلٹا چلا جائے
اگر لڑائی کے وقت دشمن سے کوئی بھاگے گا تو لشکر کی دل شکنی ہوگی اور دشمن کا حوصلہ بڑھے گا
یہ سُن کر سوار تین شخصوں کے کوئی اور واپس نہ گیا۔ اُنمیں سے ایک شخص نے کہا کہ ایک لڑکی کے سوا
میرا کوئی اور نہیں ہے جو اُسکی خبر لے۔ دوسرے نے کہا کہ ماں کے سوا میرے گھر میں کوئی اور نہیں ہے
کہ اُسکو دفن بھی کرے۔ تیسرے نے کہا کہ مجھ پر قرض بہت ہے کوئی اُسکا ادا کرنے والا نہیں ہے
اُن کو محمد قاسم نے اجازت دیدی۔ سارا لشکر پل پر سے بخیر و خوبی اُتر گیا صرف ایک شخص پل پر سے
گر کر ضائع ہوا۔ اہل عرب کے سارے گھوڑے لوہے میں غرق تھے۔ وہ چلکر حصار بیت میں پہنچے
اور یہاں اُنھوں نے دم لیا۔ طلایہ مقرر کیا۔ لشکر کے گرد خندق کھود دی اور سارا اسباب بنا

قلعہ میں رکھا۔ پھر قلعہ بیت سے محمد قاسم راور کو روانہ ہوا اور جیوار (جیجوبیہ) میں پہنچا جیوار اور
راور کے درمیان ایک جھیل تھی جسپر راجہ داہر نے اپنے منتخب دلاور فوج کو بٹھا رکھا تھا +
راجہ داہر نے محمد حارث علافی کو بلاکر یہ کہا کہ ای حارث ہم نے تم کو آج ہی کے دن کیلئے
پرورش کیا ہی۔ تم کو ہمیشہ ہم لشکر طلایہ سپرد کیا کرتے ہیں اب بھی اُس کو حوالہ کرتے ہیں تم لشکر
عرب کی رسم سے واقف ہو اس کام کو خوب انجام دوگے۔ علافی نے جواب دیا کہ ای راجہ صاحب
آپ کا حق نعمت مجھپر واجب ہے مگر ہم مسلمان ہیں اور لشکر اسلام سے لڑنا ہمارے مذہب میں
حرام ہی۔ اسلیے کہ اگر لڑائی میں مسلمانوں کے ہاتھ سے ہم مارے جائیں تو حرام موت مریں
اور اگر اُنکو ماریں تو قیامت کو دوزخ میں جائیں۔ اگرچہ میں مرہون منت ہوں۔ مگر اب یہ
بہتر معلوم ہوتا ہی کہ مجھے ترک خدمت کی اجازت فرمائیے۔ راجہ داہر نے حارث سے کہا کہ اعانت
کی تجھ سے توقع نہیں ہی تو میں مجبوراً تجھکو موقوف کرتا ہوں محمد حارث علافی یوں موقوف ہوکر
بیلمان میں چلا گیا وہیں ٹھیرا رہا جب تک کہ داہر کشتہ ہوا۔ بعد ازاں محمد قاسم نے اُسے
امان دیکر ایک عہدہ پر مقرر کردیا۔ وہ ملوک ہندوستان پاس جاتا اور اُنکو مسلمان ہونے پر
یا خراج دینے پر تحریص دیتا اور محمد قاسم کی عنایت کے اُنسے وعدہ کرتا۔ اس طرح اُنکو اطاعت
میں لاتا۔ ملتان میں پہونچکر وہ مرگیا +

ایک روایت یہ ہی کہ محمد حارث علافی سے راجہ داہر نے کہا کہ لشکر عرب سے تو لڑتا نہیں تو میرے ساتھ
لشکر عرب کے مکر و کید پر مطلع کرتا رہ اور اُنکے دفع کی تدابیر بتلاتا رہ۔ اُسنے راجہ داہر کا کہنا مان لیا
اور اُسکے لشکر طلایہ کے ساتھ لشکر عرب کی تجسس میں روانہ ہوا تو اہل عرب نے اُسکو بہت لعن
طعن کی۔ اور اُسکو شکست دی اور وہ واپس چلا آیا +

جب محمد قاسم نے حجاج کو دریا عبور کرنے کا حال تحریر کیا تو وہاں سے لکھا آیا کہ پانچ وقت
کی نماز پڑھا کرو۔ اور تکبیر و قرأت و قیام و رکوع و سجود و قعود میں تضرع و زاری خدا کے روبرو
کیا کرو ہر وقت زبان پر ذکر الٰہی جاری رکھو تاکہ کام کا انجام بخوبی ہو کسی کو قوت و شوکت
بے عنایت الٰہی کے میسر نہیں ہوتی۔ اگر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسا رکھوگے تو اُسکی

کہ فتح و نصرت قرین و معین ہوگی

راجہ داہر کا جے سیہ کو طلاء میں بھیجنا پہلے روز کی لڑائی کا ہونا

جب محمد علافی طلایہ سے واپس آگیا تو راجہ داہر نے اپنے بیٹے جےسیہ کو بہت سی سپاہ اور ہاتھیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ لشکر عرب نے جےسیہ پر حملہ کیا اور اُسکے لشکر میں بہت آدمی مارے جےسیہ ہاتھی پر سوار تھا فیلبان نے اُس سے پوچھا کہ آپ لڑیے گا یا مراجعت کیجیے گا اور راہیں ہلاکت سے بچیے گا۔ راجہ جےسیہ نے کہا کہ میں کیونکر بچ سکتا ہوں چاروں طرف کی راہیں بند کر رکھی ہیں دشمن باہر نکلنے نہیں دینگے۔ اس کہنے سے فیلبان اُسکا ایما سمجھ گیا کہ وہ بھاگنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اُسنے ایک طرف ہاتھی سے عربوں کو ہٹا دیا اور جےسیہ کو سلامت نکال کر لے گیا اور باپ پاس پہنچا دیا۔ باپ بیٹے کو زندہ دیکھکر نہال نہال ہوگیا مگر جےسیہ کا لشکر سارا مارا گیا۔

جب جےسیہ کو ہزیمت ہوئی اور اُسکا لشکر مارا گیا تو راسل نے محمد قاسم پاس ایلچی بھیجا۔ وزیر نے اُس کو سمجھایا کہ رائے داہر تجھ پر بالکل اعتماد رکھتا ہے اور تیری موافقت پر اُسکے کار کا مدار ہے۔ معلوم نہیں اہل عرب کو فتح ہو یا شکست ہو مگر تیرا بھائی تیری مخالفت کے سبب سے اہل عرب سے ملا ہے۔ اگر ایسی حالت میں تو داہر سے دغا کریگا تو ہمیشہ کے لئے تیرے خاندان کو داغ لگ جائیگا۔ مگر محمد قاسم کو اُسنے ایک معتمد کے ہاتھ کہلا بھجوایا کہ میں اپنی رونق کار چاہتا ہوں اور مخالفوں کے طعن سے بچنا چاہتا ہوں۔ میں راجہ داہر پاس فلاں راہ سے جاتا ہوں آپ لشکر اس راہ میں بھیجیے میں اُسسے لڑنے کا نہیں بلکہ اُسکے ہاتھ میں گرفتار ہو جاؤنگا یوں لوگوں کی طعن و تشنیع سے بچ جاؤنگا کہ آپ سے میں مل گیا۔ چنانچہ یہی ہوا کہ اسلام کا ایک لشکر اُسکو گرفتار کر لایا۔ محمد قاسم نے اُسسے استدعا کی کہ تو ہمارا دوست صادق بن جا اور جس ملک کو تو کہے گا میں اُسے تجھے دیدونگا۔ راسل نے اُسسے اقرار کیا کہ میں کبھی آپ کی اطاعت سے سرتابی نہ کرونگا اور آپ کی خدمت کرونگا اور آپ کی رضا سے باہر قدم نہیں رکھونگا۔ راسل جلد مر گیا اسلئے ملک موعود سے محروم رہا مگر اُسکے بھائی کو وہ مل گیا۔ راسل اور موکہ دونو متفق الرائے ہوکر محمد قاسم کو ایک منزل آگے نارامنی میں لے گئے۔ اسوقت راجہ داہر کا جی جاٹ میں تھا۔ ان دونوں کے لشکروں کے درمیان ایک بڑی جھیل حائل تھی جسکے پار جانا مشکل تھا۔ راسل نے محمد قاسم سے کہا کہ اس جھیل سے عبور کرنا ضرور ہے۔ وہ ایک کشتی لے آیا اور تین تین آدمیوں کو بٹھاکر سارا لشکر اتروا دیا اور جھیل کے کنارہ پر خیمہ

لگایا۔ یہاں سے محمد قاسم کو راسل ایک ورمنزل آگے لے گیا اور اُسکو ندی دادھادہ پر سے وار
(جیپور) میں اُتارا اور اُس سے کہا کہ یہ مقام آپ کی لشکر گاہ کے لئے مناسب ہے یہاں سے آپ داہر کے لشکر پر
پس و پیش حملہ کر سکتے ہیں +

جوار میں محمد قاسم کا آنا +

راجہ داہر کو یہ خبر پہونچی کہ جوار میں محمد قاسم مع لشکر آن پہنچا۔ وزیر سی ساگر یہ خبر سُن کر
آہیں سرد کھینچنے لگا کہ ہائے افسوس ہم غارت و تباہ ہو گئے دشمنوں کا مقام جوار (مقام فتح) میں ہے
تو اُنکے جی ہونے میں کیا شبہ ہے۔ راجہ داہر وزیر کی یہ بات سُنکر بہت خفا ہوا اور کہنے لگا کہ دشمنوں کا
مقام جوار میں نہیں ہے بلکہ ہیں ار میں ہے جہاں اُنکی ہڈیاں پڑی سڑا کرینگی۔ اب داہر یہاں سے پریشان
خاطر ہو کر راور کے قلعہ میں پہنچا۔ یہاں اپنے اہل و عیال و اقربا اور مال اسباب کو محفوظ کر کے
ایسے مقام پر آیا کہ لشکر عرب سے نصف فرسنگ تھا۔ نجومیوں سے داہر نے کہا کہ آج میں لڑونگا بتاؤ زہرہ
آسمان میں کس مقام پر ہے اور ان دونو لشکروں میں سے کون غالب مغلوب ہو گا +

جوتشیوں کا بچار +

جوتشیوں نے بچار کر کے کہا کہ ہماری گنت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ لشکر عرب غالب ہے + اسواسطے
کہ زہرہ اُنکی پس پشت ہے اور آپ کے روبرو ہے۔ داہر اس بات کو سُنکر غصہ ہوا تو نجومیوں نے کہا کہ آپ
خفا کیوں ہوتے ہیں زہرہ کی ہیکل زر بنوا لیجے اور فتراک میں اُسکو باندھ لیجے تو زہرہ پس پشت آپکی
ہو جائیگا اور فتح آپ کو ہو جائیگی۔ (اس حماقت کو دیکھئے کہ کہاں لڑائی اور کہاں یہ ٹوٹکا عموماً
عالی دماغی اور بہادروں کے بازوؤں کا کام ہو وہ بھلا کہیں ان نجومیوں کی ٹیپ ٹاپ سے چل سکتا)

جنگ روز دوم و سوم

جب ان لشکروں میں یہ قربت ہو گئی تو راجہ داہر نے ایک اپنے بڑے دلیر ٹھاکر کو لڑنے کے
لئے بھیجا۔ صبح سے شام تک معرکہ جنگ گرم رہا شام کو لشکر جدا ہو گئے۔ تیسرے روز داہر نے ایک
جودار کے ٹھاکر کو لڑنے کے لئے بھیجا وہ خوب لڑا اور نقد جان لڑائی کی نذر کر گیا۔ وزیر سی ساگر
نے راجہ سے کہا کہ جسطرح سے آپ لڑائی کرتے ہیں خطا کرتے ہیں اور ایک ٹھاکر کو اور اُسکے لشکر کو
مسلمانوں کے ہاتھوں سے قتل کراتے ہیں اول تو آپ کو دریائے مہران سے عبور کر کے مسلمانوں کے لشکر کو
پریشان کرنا چاہئے تھا اب جو لشکر یہاں سر پر آ گیا تو آپ کو چاہئے کہ اپنے سارے لشکر سے اُن پر حملہ
کیجئے۔ اگر فتح ہوئی تو دشمن پامال ہوا اور اگر شکست ہوئی تو معذوری ہے۔ کوئی اور تدبیر آپ کی اولاد کو

طلسنہ نہیں بگا۔ داہر نے یہ تجویز قبول کر لی +

دوسرے روز داہر پانچ ہزار سوار و ساٹھ جنگی فیل بیس ہزار پیادے لیکر لشکر عرب پر چڑھا اور خود زندہ فیل پر بیٹھا۔ سر تا پا ہتھیاروں میں غرق تھا۔ عماری میں دو کنیزکیں بھی بیٹھی ہوئی تھیں انمیں سے ایک راجہ کو تیر دیتی تھی اور دوسری اسکو پان کھلاتی تھی۔ راجہ نے اپنے ساتھ محمد علافی کو لیا اور اور کہہ دیا کہ وہ عرب کے لشکر کے حال کو خوب جانتا ہے اُسکے کہنے کے موافق آگے پیچھے بڑھنا و ہٹنا آج نویں رمضان سنہ ۹۳ھ بھی محمد قاسم مسلمانوں کے دلوں کو تقویت دیتا تھا اور انکو جنگ پر مستعد کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ اے اہل عرب آج ہی کوشش کا دن ہے خدا پر بھروسہ کرکے ایسی جد و جہد کرو کہ لشکر کو انکو دفع کرو اور انکے ملک و مال کے مالک بنو۔ اگر تم ساکن ہو گے اور متردد ہو گے اور عجز و ضعف کو دل میں راہ دو گے تو دشمن غالب ہونگے اور ہم میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑینگے۔ اگر دشمنوں سے منہ پھیر لو گے تو سیدھے جہنم میں جاؤ گے اور ہمیشہ کے لئے اپنے اوپر نامردی کا داغ لگا جاؤ گے جو کسی طرح مٹنے کا نہیں

محمد قاسم نے لشکر آرائی پانچ صفوں میمنہ میسرہ و قلب و ساقہ و طلایہ میں کی اور ہر ایک صف میں افسر ولاور و دلیر مقرر کئے اور یہ بھی کہہ دیا کہ اگر میں لڑائی میں مارا جاؤں تو محرز بن ثابت میری جگہ مقرر ہو اور اگر وہ بھی شہادت پائے تو سعید مقرر ہو۔ لشکر اعدا میں بھی راجہ داہر نے خوب صف آرائی کی۔ غرض کہ بہادران عرب و ہند نے فرداً فرداً اپنے سارے ہنر جوانمردی کے دکھائے۔ اول محرز نے حملہ کیا اور وہ کشتہ ہوا۔ پھر سعید نے لشکر کو تقویت دی اور لڑنا شروع کیا اور وہ بھی شہید ہوا۔ بعد ازاں حسن بن مجلبۃ المکبری کھڑے ہوئے وہ بھی زخم تیغ سے کشتہ ہوئے۔ جیسے دشمنوں کے جنگی ہاتھیوں نے لشکر اسلام پر حملہ کیا تو انھوں نے بڑی مردانگی اور دلاوری سے انکو ہٹا دیا۔ اتنے میں دن ختم ہو گیا۔ لڑائی کا خاتمہ ہوا۔ لشکر واپس گئے۔ پھر دوسرے روز اور زیادہ طرفین سے ساز و سامان جنگ کے ہوئے لشکر نہایت عمدہ ترتیب سے مرتب ہو کر لڑنے کے لیے تیار ہوئے۔ محمد قاسم نے اہل عرب کے روبرو یہ خطبہ پڑھا کہ تم دشمنوں پر جست کرکے جا پڑو وہ اپنے مال و عیال و گھر اور اسباب کے لئے یکدل و یکجہت ہو کر جان لڑاتے ہیں تم قوت الٰہی سے ان پر غالب ہو کر یہ ساری چیزیں انکی چھین لو اور سب آپس میں یکدل ہو جاؤ اور کسی وقت خدائے عز و جل سے غافل نہ ہو اور قرآن مجید بر زبان پڑھتے رہو

لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کا ورد کھو لشکر میں ہوا اتنک اہتمام تھا کہ کسی سپاہی کو پیاس
سجھانے کے لئے جانا نہیں پڑتا تھا۔ پانی پلانے والے پیاسوں کے لئے پانی لئے کھڑے رہتے تھے۔
دشمنوں کے پاس بھی لشکر اور سامان لشکر ایسا فراوان تھا کہ وہ خوشی کے مارے پھولے نہ سماتے تھے
محمد قاسم نے پھر لشکر کے سامنے خطبہ پڑھا کہ اے مسلمانوں استغفار کرو اور محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم
پر درود پڑھو اور ایسے قوی دل ہو کہ دشمنوں پر فتح پاؤ۔ فقط دشمنوں میں سے چند آدمی محمد قاسم پاس
آئے اور انھوں نے کہا کہ اے امیر عادل ہم اپنے مذہب کو چھوڑتے ہیں اور اسلام اختیار کرتے ہیں
ہم کو اپنے سواروں کی فوج کا اختیار دے تو ہم داہر کے لشکر پر پس پشت سے اور تم روبرو حملہ آور ہو اور یوں
لشکر کو دو دل کر کے تتر بتر کر دو۔ محمد قاسم نے اسی وقت مروان بن اشحم یمنی اور تمیم بن زید حبشی کے
ساتھ دو علم سوار دے کر گئے اور انکو ان نو مسلموں کے ساتھ کر دیا کہ داہر کے لشکر کے عقب میں جا کر حملہ
کریں اس لشکر کے حملہ سے داہر کے لشکر میں ایک انتشار پیدا ہو گیا۔ پھر محمد قاسم نے سامنے سے حملہ کیا
رہی سخت لڑائی ہوئی اور متواتر جنگ ہوتی رہی مسلمانوں کے لشکر میں ایک شجاع حبشی تھا کہ
شجاعت میں بے مثل تھا اُسنے محمد قاسم کے آگے قسم کھائی تھی کہ جب تک داہر کے مقابل نہ ہولوں اور
اُسکے ہاتھی پر زخم نہ لگاؤں کھانا پینا مجھ پر حرام ہے جب تک جسم میں جان رہے گی لڑتا رہوں گا
ورنہ شہید ہو جاؤنگا چنانچہ وہ سیاہ گھوڑے پر سوار ہو کر اُس سفید ہاتھی کے سامنے جا اڑا کہ جس پر
داہر سوار تھا۔ اسکا گھوڑا ہاتھی سے جھجکا۔ اندھیری اُسکے منہ پر ڈالی حبشی چاہتا تھا کہ ہاتھی پر تبر کے
زخم لگائے کہ داہر نے ایک تیر کہ مقراض کی طرح کا تھا ایسا اُسکے مارا کہ سر اُسکا کٹ کر جدا جا پڑا اور
تن بے سر گھوڑے پر رہ گیا۔ اس سے لشکر اسلام پر لشکر اعدا کی ہیبت چھائی ۔ لشکر اسلام اس حیرت
و دہشت میں مبتلا تھا کہ محمد قاسم نے بدہوشی کی حالت میں اپنے غلام ساقی سے کہا کہ مجھے پانی پلاؤ
پانی پی کر پھر اُسنے لشکر اسلام کو سنبھالا۔ اور محمد قاسم نے اپنے سب بہادروں کو پکارا اور للکارا اور خدا
کا نام لیکر دشمنوں پر حملہ کر دیا۔ تلواروں کے زخموں سے ہوا میں آگ لگی ہوئی معلوم ہوتی تھی نیزے
ایک دوسرے پر چل رہے تھے۔ ہتیار جب ٹوٹ جاتے تھے تو کشتی ہونے لگتی تھی الغرض شام تک یہی
حال رہا دشمنوں کے بہت آدمی مارے گئے اور داہر پاس صرف ایک ہزار سوار باقی رہ گئے +

مورخین بیان کرتے ہیں کہ روز پنجشنبہ دہم ماہ رمضان ۹۳ھ کو حصار راوڑ میں راجہ داہر شام کو (۲۰ جون ۷۱۲ عیسوی)
کشتہ ہوا۔ ابی لیث نے جس روایت کو اپنے باپ سے سنا تھا اُسکو ابو الحسن یوں بیان کرتا ہے کہ بائیں
طرف سے داہر کی آواز سنی اُسنے جانا کہ آواز میرے لشکر سے آئی ہے۔ اُسنے کہا کہ ادہر آؤ میں یہاں ہوں
عورتوں نے چلاّ کر کہا کہ اے راجہ ہم تیرے گھر کی عورتیں ہیں۔ اہل عرب ہم کو پکڑے لئے جاتے
ہیں راجہ داہر نے کہا کہ میں ابتک زندہ ہوں کسنے تمکو پکڑا ہے۔ یہ کہہ کر اُسنے اپنے ہاتھی کو مسلمانوں
کی طرف پیلا محمد قاسم نے نفطہ زنوں سے کہا کہ دیکھو کیا خوب شکار تمہارے لئے چلا آتا ہے
چنانچہ ایک ہنرمند نے نفط ایسا مارا کہ راجہ کے ہاتھی کے ہودہ میں اُسسے آگ لگ گئی۔ راجہ داہر نے
حکم دیا کہ ہاتھی کو اُلٹا لے چلو۔ وہ پیاسا ہے اور ہودہ جلتا ہے۔ اگرچہ اسوقت ہاتھی فیلبان کے
انکس کو کب مانتا تھا اور اسکے کہنے میں چلتا تھا۔ مگر جوں توں کر کے پانی کے اندر ہاتھی کو لیگئے
یہاں وہ ایسا روم میں آیا کہ اُسکا نکلنا دشوار ہو گیا۔ راجہ کے کچھ سپاہی پانی کے اندر تھے کچھ کنارہ پر
کھڑے تھے جب عرب کے سوار آن پہنچے تو وہ انھیں دیکھ کر سب بھاگ گئے۔ ہاتھی نے پانی پی کر اپنا
رُخ قلعہ کی طرف پھیرا۔ کہ مسلمان تیراندازوں نے راجہ داہر پر تیروں کا مینہ برسا دیا اور ایک قادر
انداز نے اُسکی چھاتی پر تیر مارا کہ سینہ کو چھید کر دل کے پار نکل گیا جس سے راجہ ہودہ پر گرا۔ ہاتھی
جو پانی پی کر نکلا اُسنے اپنے ہی لشکر کو روندنا شروع کیا (مثل مشہور ہے کہ نامرد ہاتھی اپنی ہی فوج کو مارتا ہے)
جب لشکر اور متفرق ہو گیا داہر ہاتھی سے اوتر پڑا ایک عرب سے مقابل ہوا۔ اِس عرب نے سر کے عین وسط
میں ایک تلوار کا ہاتھ ایسا مارا کہ اُسنے راجہ کے سر کے ناک تک دو ٹکڑے کر دئے اور اسطرح اُسکا
کام جو پہلے ناتمام تھا تمام کر دیا۔ دونو لشکر پاس پاس آ گئے۔ مسلمانوں اور دشمنوں کے لشکر میں بہت
گھمسان کی لڑائی ہوئی اور اسطرح لڑتے لڑتے قلعہ اروڑ تک لشکر عرب پہونچا۔ برہمن جو پانی میں
کھڑے تھے انھوں نے اب دیکھا کہ جہاں داہر کشتہ ہوا تھا وہ میدان خالی پڑا ہے تو وہ پانی
سے باہر آئے اور انھوں نے داہر کی لاش کو پانی کے کنارہ پر دبا دیا۔ سفید ہاتھی دشمنوں کے
لشکر کی طرف بھاگا اور پھر اسکا پتا نہ لگا +

محمد قاسم نے حبشی پسر احنی عامر سے کہا کہ لشکر میں منادی تم کردو کہ وہ ابھی اپنی کمریں نہ کھولیں

اور ہوشیار رہیں داہر غائب معلوم ہوتا ہے لیکن حبشی نے کہا کہ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ داہر مارا گیا۔ محمد قاسم ہر شخص سے پوچھتا تھا کہ داہر غائب ہے اسکی خبر بتاؤ۔ ایک برہمن نے کہا کہ اسی امیر عادل میرے مجھکو اور میرے فرزندوں اور اقربا کو جان و مال کی امان دے تو میں داہر کو بتلاتا ہوں کہ وہ کہاں کشتہ پڑا ہے۔ برہمن کی درخواست منظور ہوئی۔ معتمد اُسکے ساتھ کیے گئے وہ اُس کی لاش کو نکال لائے۔ اسمیں مشک اور عطر کی خوشبو ابتک آتی تھی۔ پھر اُسکا سر کاٹ لیا اور نیزہ پر چڑھایا۔ اور محمد قاسم کے آگے لاکر کہا۔ محمد قاسم نے کہا کہ کوئی شخص ایسا ہے جو اس سر کو پہچانے وہی دو لونڈیاں جو اُسکے ساتھ عماری میں بیٹھی تھیں حاضر ہوئیں۔ اُنہوں نے سر کو پہچانا اس خدمت کے صلہ میں لونڈیوں اور برہمن کے تین سو رشتہ دار آزاد ہوئے۔ اہل حرب جو ماخوذ ہوئے تھے انکو بالکل مارڈالا اور جو صناع و تجار تھے انکو جان و مال کی امان دیگئی اور سب کو حکم دیدیا گیا کہ وہ اپنے گھروں میں آباد رہیں +

رانی لادی اپنا حال یہ بیان کرتی ہے کہ جب لشکر اسلام داہر سے لڑ رہا تھا تو ہر رانی پر ایک موکل مقرر کیا تھا کہ اگر لشکر عرب کو فتح ہو تو یہ موکل ان رانیوں کو مار ڈالیں۔ تا کہ وہ مسلمانوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو کر بے عصمت نہ ہوں۔ جو موکل مجھپر متعین تھا اُسنے مجھسے کہا کہ تیرا بشرہ ایسا شگفتہ معلوم ہوتا ہے کہ تیرا دل اہل عرب کی طرف مائل ہے۔ پس جب لشکر ہند کو شکست ہوئی تو موکلوں نے اپنی اپنی رانیوں کو مارنا شروع کیا میرا ونٹ سے اُتر کر لڑائی میں شریک ہو گیا موکل نے میرے قتل کرنے کا خیال نہ کیا اور وہ بھاگ گیا مسلمانوں نے مجھے گرفتار کر لیا محمد قاسم نے اُسکے خریدنے کی اجازت حجاج سے طلب کی۔ حجاج نے خلیفہ ولید سے اجازت لی تب محمد قاسم نے مجھے خرید اور اپنا نکاح مجھسے کیا +

امیر عراق و ہند حجاج بن یوسف کی پیشگاہ میں بعد از تحیات اُفزوں و خدمات متلون کے محمد قاسم عرض کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی عنایت سے لشکر اسلام کو فتح ہوئی۔ جانبین سے بہادر دلیر شجاعان دلاور فدائے تیغ آبدار ہوئے اور لشکر داہر میں جو پہلوان مست اور سوار سلاح میں غرق تھے وہ منہزم و نابود ہوئے۔ ہاتھی گھوڑے داشتہ و اثقال و برده و مواشی اُس کے

سب ہمارے تصرف میں آئے جسقدر کہ دار الخلافہ کے خزانہ میں داخل ہوا جب کہ ہم اس طرح بن گیا ہے تو کرم الٰہی سے توقع ہے کہ کل ممالک ہندوستان محکوم و مطیع ہو جاینگے +

محمد قاسم نے داہر کا سر حجاج پاس عراق بھیجدیا اور اُسکے ساتھ بہت سے وہ خاص الخاص آدمی کردئے جنھوں نے اس لڑائی میں کارنمایاں کئے تھے اور اُنکی تعریف شرح و بسط لکھدی کہ انھیں کی قوت و شوکت و اعانت سے فتح ہوئی اور جن رؤساء ہند نے سرکشی کی تھی اونکے سر بھی اور نام لکھکر بھیجدئے + اور ٹھاکروں کے سرادر سلطنت کے علم و طبل ایک جماعت لیکر حجاج پاس آئی ۔ حجاج نے حکم دیا کہ کوفہ میں منادی کریں اور خود جامع مسجد کوفہ میں ممبر پر چڑہا ۔ خدا کی حمد پڑھی اور رسول خدا پر درود پڑہا ۔ دولت محمدی کے چاکروں پر ثناء وافر کہی ۔ اہل شام و عرب کو مبارکباد دی کہ ملک ہند ایسا ہاتھ لگا ہے کہ جسمیں مال بہت ہے ۔ دریاء مہران کا پانی لذیذ ہے اور بے انتہا میوے وہاں ہوتے ہیں جس گروہ نے کہ لڑائی میں دلیرانہ کام کئے تھے اُنکو گرانمایہ خلعت اور بہت سے انعام دئے ۔ خلیفہ ولید سے اُنکی ایک تخفیف کرادی اور محمد قاسم کے فتحنامہ کے جواب میں مبارکباد نامہ لکھہ بھیجا +

حجاج کی بیٹی کا جو نکاح محمد قاسم کے ساتھ ہوا اُسکی یہ حکایت مشہور ہے کہ ایک روز حجاج نے خوش ہو کر محمد قاسم سے کہا کہ جو چاہتے ہو وہ مانگو اور جو دل میں آرزو ہو اُسے کہو ۔ محمد قاسم نے کہا کہ میری یہ درخواست ہے کہ آپ مجھے بادشاہ بنا دیں اور اپنی بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کر دیں ۔ اُسپر حجاج نے ایک قمچی محمد قاسم کے سر پر ماری اور پھر کہا کہ مانگ جو مانگتا ہے اور جو کہتا ہے وہ کہہ ۔ محمد قاسم نے پھر پہلی درخواست کی ۔ اُسپر پھر قمچی لگی ۔ اور تیسری دفعہ پھر حجاج نے اُسے کہا کہ جو چاہو مانگو جو دل میں ہے سو کہو ۔ محمد قاسم نے پھر وہی پہلی درخواست کی ۔ حجاج نے کہا کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح اس شرط سے کرتا ہوں کہ لشکر فارس یا ہند پر تو بادشاہ ہو اور وہاں کی مال و دولت کو حاصل کرے اور اُسکو فتح کر کے نظم و نسق مستحکم تو وہاں کر دے +

سب رخوں کا اسمیں اتفاق ہے کہ راجہ داہر نے جب اس دنیا سے انتقال کیا ۔ تو راجہ جی سنگہ اُسکا بیٹا اور رانی مائی جو اُسکی بہن بھی تھی اور رانی بھی تھی اور تخت سلطنت پر برابر بیٹھتی تھی یہ دونو اور بہت سے عزیز و اقربا اور امرا سردار دلشکر شہر راور میں پناہ گزین ہوئے ۔ راجہ کو اپنی شوکت و شجاعت و فوج

داہر کا سر حجاج پاس بھیجا +

بڑا اعتماد اور غرور تھا اُسنے لڑنے کا ارادہ کیا۔ محمد علافی بھی اُسکے ساتھ تھا جب باپ کے مرنے کی خبر آئی اور اُسکا سفید ہاتھی لنگڑاتا ہوا سامنے آیا تو جے سیہ نے کہا کہ اب ہم خصم سے لڑتے ہیں اور اپنے نام نیک۔ کی بقاء کے لیے تیغ زنی کرتے ہیں اگر اسمیں جان بھی جاتی رہے گی تو کچھ نقصان نہیں ہوگا اسپر سی ساگر وزیر نے کہا کہ شاہزادہ کی یہ راے ناصواب ہے۔ ہمارا راجہ مارا گیا لشکر کو ہزیمت ہوئی ہماری جمعیت متفرق ہوئی۔ دشمن کی تلوار کا رعب ایسا دل پر بیٹھا ہے کہ جنگ سے نفرت ہے۔

راجہ جے سیہ کا اراور میں داخل ہونا اور رانی مائی کا لڑنا +

کسطرح اہل عرب سے ہم حرب کر سکتے ہیں۔ ابھی ملک تیرا قرار ہے جسمیں حصین موجود ہیں اُن میں مردان جنگی اور رعیت حاضر ہیں۔ میری راے صواب اور مصلحت یہ ہے کہ برہمن آباد چلیے۔ یہ قلعہ آپ کے باپ دادا کی میراث ہے اور اجداد اہر کا مسکن ہے خزینے دفینے وہاں موجود ہیں رعیت وہاں کی خاندان چچ کی ہوا خواہ ہے سب آپ کی طرف سے دشمنوں سے لڑنے کو اور جان دینے کو تیار ہیں۔ علافی سے بھی اِس باب میں مشورت لی گئی۔ اُسنے اِس راے سے اتفاق کیا۔ جے سیہ نے اِس راے کو پسند کیا اور وہ مع اپنے متعلقوں اور عزیز و اقربا کے برہمن آباد کو چلا گیا۔ رانی مائی مع سرداران فوج کے لڑنے کو تیار ہوئی قلعہ میں اُسنے اپنے لشکر کا ملاحظہ کیا تو پندرہ ہزار سپاہی تھے اور وہ سب کے سب ہتیار تھے جب دوسری صبح کو راجہ داہر کے مرنے کی خبر سُنی تو مہران اور نہر دوہا وا کے درمیان تمام سردار و امرا اور راوت جو رانی مائی سے اتحاد رکھتے تھے وہ قلعہ میں داخل ہوئے۔ محمد قاسم کو جب یہ خبر ہوئی کہ وہ حصار کی طرف چلا اور حصار کے زیر دیوار خیمے ڈیرے ڈالے۔ اہل حصار نے قلعہ کی فصیل و برجوں پر طبل و بوق بجا کر منجنیق سے تیر اور تبر اور برچھے پھینکنے شروع کیے +

محمد قاسم کا محاصرہ اور رانی مائی کا جوہر کرنا

محمد قاسم نے سرنگ کھودنے والوں کو دیوار کے نیچے سرنگ کھودنے کا حکم دیا اور اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ دن کو منجنیق و تیر و نیزہ سے جنگ کرتا تھا اور دوسرا حصہ رات کو نفط کے حقے اور پتھر مارتا تھا۔ اُنہوں نے قلعہ کے برج گرا دیے۔ اب داہر کی بھی رانی مائی نے اپنی سہیلیوں کو بلایا اور یہ فرمایا کہ ہم کو جے سیہ اکیلا چھوڑ گیا۔ اور محمد قاسم سر پر آن پہونچا۔ خدا وہ دن نہ کرے کہ ہم اِن گائے کھانے والوں ملچھوں کے ہاتھ پڑیں اور ہماری عصمت و عفت کو داغ

اب جائے قرار ہے نہ روئے فرار بہتر ہی کہ گھر میں دی تیل لکڑی جمع کیجیے اور آگ لگا کے جل مریے اور اپنے اپنے خاوندوں سے جا ملیے جس کسی کو یہ منظور نہو وہ اپنی جان بچا کر نکلا جائے یہ کہہ کر وہ سب گھر میں گئیں اور اسکو آگ لگا دی اور جلکر خاکستر ہو گئیں - پھر محمد قاسم نے قلعہ لے لیا دو تین روز یہاں مقام کیا چھہ ہزار جنگی مردوں کو جو قلعہ کے اندر تھے تلواروں اور تیروں سے مار ڈالا اور لوگوں کو مع زن و بچہ کے اسیر کیا +

جب قلعہ راور فتح ہو گیا تو سارے خزانے و اموال و سلاح سوا اُنکے جو جے سنگھ اپنے ساتھ لے گیا تھا فتحمندوں کے ہاتھ آئے اور وہ سب محمد قاسم کے پاس آئے جب قیدیوں کا شمار ہوا تو وہ تیس ہزار تھے منجملہ اُنکے تیس امیرزادیاں و شہزادیاں تھیں اور ایک راجہ داہر کی سگی بھانجی تھی جسکا نام حبیبہ تھا اُنکو اور داہر کا سر اور قیدیوں کا خمس کعب بن مخارق کے ہاتھ حجاج پاس بھیجا جب داہر کا سر اور یہ عورتیں اور مال حجاج پاس پہونچے تو اُس نے خدا کی درگاہ میں سجدہ کیا اور دوگانہ شکر ادا کیا اور خطبہ پڑھا جسکا ذکر اوپر ہوا - اور اُسنے کہا کہ اب مجھکو ساری دنیا کی خزانے دفینے اور اموال اور ملک مل گئے خلیفہ کے پاس اپنی ایک عرضداشت کے ساتھ داہر کا سر اور اُسکے چتر و اعلام جو راج کی نشانیاں تھیں و مال دار الخلافہ کو روانہ کئے جب خلیفہ ولید نے حجاج کا نامہ پڑھا تو خدا کا شکر ادا کیا غنیمت میں جو لونڈیاں امیرزادیاں وہاں گئیں تھیں اُنمیں سے بعض کو بیچ ڈالا بعض کو لوگوں کو انعام میں دیدیا - انمیں داہر کی بھانجی بھی تھی اُسکے حسن و جمال کو دیکھا تو خلیفہ دنگ رہ گیا عبد اللہ عباس نے اُسکی درخواست کی تو خلیفہ نے اُسے کہا کہ ای عمزاد اس لونڈی کا جمال ایسا باکمال ہے کہ میرا دل اُسپر فریفتہ ہے اس کو میں اپنے تصرف میں لانا چاہتا ہوں مگر مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ تو اُسے لے لے اور وہ تیری ہی گھر میں تیری اولاد کی ماں بنے - پس اُسکی اجازت سے عبد اللہ نے اسے لے لیا مگر کوئی اولاد نہیں ہوئی

جب حجاج پاس محمد قاسم کا فتحنامہ پہونچا تو اُسکا جواب یہ لکھا کہ ای ابن عم مکتوب جانفزا پہونچا جس سے کمال مسرت ہوئی تیرا سارا انتظام و بندوبست شرع کے موافق ہی مگر امان دینے کا طریقہ جو تو نے اختیار کیا ہی کہ خاص و عام کو امان دیتا ہی اور دوست دشمن میں تمیز نہیں کرتا ہی

خدا کے اس حکم کا پاس لحاظ رکھو کہ مشرکین کو اماں نہ دو انکا گلا کاٹو۔ امان دینے پر ایسی حرص نہ ہو کہ جس سے کام طول پکڑے آیندہ کسی دشمن کو امان نہ دو مگر ان عہدوں کو غنیمت جانو جو دے چکے ہو۔ مقام ناقد
برہمن مورخوں نے داہر کے قتل اور محمد قاسم کی مہمات کے باب میں یہ بیان کیا ہے کہ جب داہر مارا گیا اور جے سیہ برہمن آباد میں حصاری ہوا اور راوڑ فتح ہو گیا تو راجہ جے سیہ نے لڑائی کا سامان تیار کیا اور چاروں طرف خط لکھے۔ ایک خط اپنے چھوٹے بھائی فیوفی کو جو داہر کا چھوٹا بیٹا تھا اور دار الملک ارور کے حصار میں تھا دوسرا خط اپنے بھتیجے چچ پسر داہر سیہ کو جو قلعہ باتیا میں تھا اور تیسرا خط اپنے چچیرے بھائی دھیول پسر چندر کو جو بدھیہ کی کاتان میں تھا۔ ان سبکو داہر کی وفات پر مطلع کیا اور انکی تسلی کی اور خود برہمن آباد میں مردان دلاور کو ساتھ لے کر جنگ پر مستعد ہوا +

اب راوڑ سے محمد قاسم نے برہمن آباد جانے کا عزم کیا۔ اثناء راہ میں دو قلعے بہرور اور دھلیلہ واقع ہوئے جنمیں سولہ ہزار سپاہی موجود تھے۔ اول بہرور کا محاصرہ کیا۔ اس محاصرہ میں دو مہینے کا عرصہ لگ گیا تو محمد قاسم نے سپاہ کردو غول کئے جنمیں سے ایک دن کو لڑتا اور دوسرا رات کو۔ انہوں نے منجنیقوں سے پتھروں کی اور نفطوں کی وہ بھرمار کی کہ قلعہ کی دیوار مسمار ہوئی اور بہت سے مردان جنگی مارے گئے غنیمت دولت اور غلام ہاتھ آئے پانچواں حصہ اسکا بیت المال میں داخل ہوا۔ جب راوڑ و بہرور کی فتح کی خبر دھلیلہ میں پہونچی۔ تو وہاں کے سپاہیوں کے دل دہل گئے اور جان گئے کہ محمد قاسم بہت بڑا جواںمرد مستقل مزاج ہے اُس سے ہمکو بچنا چاہیے۔ یہاں کے تاجر تو بھاگ کر ملک ہند کو چلے گئے اور سپاہی اپنے ملک کی حفاظت کیلئے کمر بستہ ہوئے۔ اب محمد قاسم دھلیلہ پر آن دھمکا اور اُسکا محاصرہ کر لیا۔ اسمیں دو مہینے سے کچھ کم و بیش عرصہ لگ گیا تو محصورین کا قافیہ تنگ ہوا۔ کہیں سے اُنکو امید کمک نہ تھی۔ آخر کو لاچار ہو گئے ہیں کفن ڈالا اور بدن کو عطر سے معطر کیا اور حصار کے دروازہ سے جو پل کی طرف تھا اپنے اہل و عیال کو باہر بھیج دیا اور ندی منجل سے پار اتار دیا یہ کام رات کو اس طرح کیا کہ مسلمانوں کو انکی کچھ خبر نہ ہوئی +

جب صبح صادق نے اپنے مُنہ سے نقاب اُٹھایا تو محمد قاسم کو اس طرح سے بھاگ جانے کی خبر

ذرائع نے اپنی سپاہ انکے پیچھے دوڑائی جسنے دریا اترتوں کو جالیا جو اتر گئے تھے وہ تو بچ گئے مگر جو
اترتے تھے وہ ہندوستان میں مل ریگستان کی راہ سے چلے گئے۔ یہاں داہر کے بھتیجے بھائی
دلیو راج کا راج تھا۔ محمد قاسم نے دہلیلہ بھی فتح کر لیا جو غنیمت کا مال ہاتھ آیا اُسکا پانچواں حصہ
حجاج کو بھیجا اور اُسکو بہرور اور دہلیلہ کی فتح کا حال بھی مفصل لکھہ بھیجا +

اب محمد قاسم نے ہند کے بڑے بڑے نامور امرا اور روئسا اور فرمان والیوں کے نام اس مضمون کے پروانے
روانہ کئے کہ دین اسلام یا اطاعت اسلام اختیار کرو جب سی ساگر وزیر راجہ داہر نے یہ حکم سُنا تو اُسنے
بعض معتمد آدمی اپنے محمد قاسم پاس بھیجے اور جان و مال کی امان چاہی محمد قاسم نے اُسکی
یہ درخواست منظور کی سی ساگر خود آیا اور اپنے ساتھ ان مسلمان عورتوں کو لایا جو اُس کے
قبضے میں تھیں اور بیان کیا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جنھوں نے اپنی گرفتاری کے وقت حجاج کو پکارا تھا۔
محمد قاسم نے بھی اس وزیر کی تعظیم و تکریم میں کوئی بات فروگذاشت نہیں کی استقبال کے واسطے
اپنے معتمد امرا بھیجے اور عہدہ وزارت پر اُسکو نامزد کیا۔ اب وہ مسلمانوں کا وزیر و مشیر ہو گیا محمد قاسم نے
اپنے سارے اسرار سربستہ اُسکے سامنے کھولے۔ اور تمام معاملات ملکی میں اور انتظامات سلطنت میں
اور اپنی فتوح کے وسیع کرنے کے باب میں اُس سے صلاح و مشورے لئے غرض کوئی تدبیر ملکی ایسی نہ ہوتی
جسمیں یہ وزیر محمد قاسم کا مشیر نہ ہوتا۔ اس وزیر نے محمد قاسم کے سامنے اس انتظام کی بہت ستائش
کی کہ زمین کی مالگزاری قدیم رسم و رواج کے موافق مقرر کی گئی ہے اور کوئی دست درازی اسمیں نہیں
ہوئی اور رعایا کی گردن پر کسی محصول کا بوجھ نہیں ڈالا گیا۔ اسلئے رعیت نہایت خوش ہے۔ یہی
رعایا نوازی اور عدل گستری کا ایسا آئین و دستور ہے کہ جسسے سارے دشمن پامال ہوں گے
اور رعایا نہال ہوگی اور ملک مفتوح ہونگے +

بعض آدمی کہتے ہیں کہ جب دہلیلہ فتح ہو گیا تو محمد قاسم نے نوبہ بسر دہارن کو بلا کر اور عہد و پیمان
کرکے یہاں کا راج اور اس کے آس پاس کا علاقہ مشرق و مغرب میں دیدیا۔ ساحل دریا پر کشتیوں کا
اہتمام موضع وہا تھیہ تک اسکے سپرد کیا۔ محمد قاسم برہمن آباد سے ایک فرسنگ پر تھا کہ جے سیہ کو
خبر پہونچی کہ مسلمانوں کا لشکر آن پہونچا ہے +

محمد قاسم ہلیلہ سے چلکر نہر جلوالی کے کنارہ پر برہمن آباد کے مشرقی طرف اُترا۔ برہمن آباد کے لوگوں پاس معتمد ایلچی بھیجکر یہ پیغام بھیجا کہ یا وہ اطاعت اختیار کریں یا مسلمان ہوں اگر اسلام اور جزیہ میں سے کسی ایک کو قبول کریں تو لڑائی کی تیاری کریں۔ اور ایلچیوں کے پہنچنے سے پہلے جے سیہ پسر داہر خود تو جنیر کو چلا گیا تھا اور برہمن آباد کا یہ انتظام کر گیا کہ اسکے چار دروازہ تھے ہر ایک دروازہ پر چار چار رئیس و امیر کچھ سپاہ کے ساتھ بٹھا دئیے۔ شہر کے امرا میں سے اُسنے سولہ آدمی انتخاب کئے تھے۔ ان دروازوں کے نام یہ تھے جو بتری یا بھارنڈ۔ ساتیہ۔ عالیہ۔ سالیہ۔

جب محمد قاسم نے مورچہ بندی کیکے اپنے لشکر کے گرد خندق کھودی۔ دشمن کے لشکر میں چالیس ہزار لڑنے والے تھے۔ ہفتہ کے دن سے لڑائی شروع ہوئی ہر روز دشمن لڑنے آتے اور خوب نقارے بجاتے صبح سے شام تک لڑائی رہتی شام کو لشکر اسلام خندق کے اندر جاتا اور لشکر اعدا حصار میں آتا۔ اسی طرح چھ مہینہ تک شب و روز گذرے۔ محمد قاسم فتح سے نو امید ہو کر متفکر ہوا اور یک شنبہ ماہ ذی الحجہ کی ۹۳؁ھ کے آخر میں جے سیہ جو ملک ئل میں جسکو باتیہ کہتے ہیں بھاگ گیا تھا وہ واپس آیا اور رستہ میں مسلمانوں کی سپاہ کی راہزنی کر کے تکلیف پہنچائی +

محمد قاسم نے اپنے ایک معتمد نوکر کے ذریعہ سے موکہ بسایا کو خبر دی کہ جے سیہ اسکو بڑا ستاتا ہے اور لشکر کو رسد نہیں پہونچنے دیتا۔ اسکا علاج تم بتلاؤ۔ موکہ نے جواب لکھا کہ جے سیہ بہت قریب جا پہنچا ہے سوار اسکے کوئی اور علاج اسکا نہیں ہے کہ وہاں سے وہ ہٹا دیا جائے۔ اسلئے میں ایک اپنا بڑا معتمد لشکر اسکے پرے ہٹانے کے لیے روانہ کرتا ہوں +

نباتہ بن حنظلہ کلابی و عطیہ تغلبی و صارم بن ابی صارم ہمدانی و عبد الملک مدنی مع سواروں کے روانہ ہوئے۔ موکہ بسایا اسکا سردار تھا اور ان سب کا سپہ سالار خزیم بن عمر المدنی تھا سامان رسد اُنکے ساتھ تھا۔ جب جے سیہ کو اس لشکر کی روانگی کی خبر پہونچی تو وہ اسی مقام میں سب اہل و عیال و مال کو چھوڑ کر ریگستان کی راہ سے جے وار (جیسیر) پہنچا۔ محمد علافی کا ساتھ بھی اُس سے چھوٹ گیا۔ پھر یہاں جے وار سے وہ طاکیہ کو چلا اور یہ قصد کیا کہ مہاراجہ کشمیر کی خدمت میں پہونچے جسکا دار السلطنت پہاڑ میں تھا۔ اس نے راے کشمیر کو اس مقام سے اُسنے

خط لکھا کہ میں آزادانہ و مخلصانہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ جب یہ خط رائے کشمیر نے پڑھا تو اُسنے حکم دیا کہ موضع شاکلہار جو کشمیر سے متعلق تہا وہ اُسکی جاگیر میں دیا جاوے اور وہ وہیں قیام کرے جسدن رائے کشمیر سے جو سیہ کی ملاقات ہوئی تو اُسنے جو سیہ کو پچاس گھوڑے مع زین اور اُسکے ہمراہیوں کو دو دسو خلعت گرانمایہ عطا کئے۔ اور دوسری ملاقات میں اُسکو چتر و کرسی اور تحف جو مخصوص راجائی کے ساتھ ہوتے ہیں دیئے اور بڑی شان و شوکت کے ساتھ پھر شاکلہار کو روانہ کیا۔ وہ اُسکی بڑی خاطرداری و تواضع کرتا تھا جب راجہ جو سیہ جوار (جیپور) میں مقیم تہا، تو اُسنے الور میں فیوفی (بسرداہر) کو خطوط بھیجے جنمیں الور کی حفاظت کرنے کی تاکید لکہی تھی اور ملک کو جس سبب سے اُسنے چھوڑا تھا اُسکو بیان کیا تھا۔ اِن خطوں کے آنے سے اور راجہ جو سیہ کے جوار میں پہونچ جانے سے فیوفی کو بڑی طمانیت ہوئی +

برہمن آباد کا حال +

اب یہاں برہمن آباد میں چھہ مہینے سے روز لڑائی ہو رہی تھی۔ اس طوالت جنگ سے لڑنے والے عاجز ہو گئے تھے۔ راجہ جو سیہ کی خبر جنہیں سے آگئی تھی۔ بس شہر کے چار تجار عظیم نے جو شہر کے دروازہ جو بہری پر نامزد تھے یہ صلاح کی کہ اب اہل عرب نے کل ملک فتح کر لیا۔ داہر مارا گیا اُسکی جگہہ جو سیہ راجہ ہے جسکا یہ حال ہے اور قلعہ کے محاصرہ پر چھہ مہینہ کا عرصہ گذر گیا ہے اب نہ ہمارے پاس دولت ہے نہ ہم میں طاقت ہے جسکے بھروسہ پر ہم لڑائی لڑیں یا صلح و آشتی کریں اسی طرح اگر دو چار روز اور دشمن ہم کو گھیرے رہے گا تو وہ آخر کو فتحیاب ہوگا۔ پھر ہم کس منہ سے اُسے پناہ و امان مانگینگے۔ کوئی راجہ بھی ایسا نہیں کہ اُسے امداد کی التجا کرینگے اب ہم میں دشمن سے لڑنے کی سکت نہیں ہی بہتر ہے کہ ہم سب متفق ہو کر باہر نکلیں اور محمد قاسم پر حملہ کر کے مر جائیں اسلئے کہ اگر صلح بھی ہو جائیگی تو ہتیار بند آدمی سب مارے جائینگے عوام الناس تجار صناع و زراع امان پائینگے۔ بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ محمد قاسم پر اعتماد کر کے اُسے یہ عہد و پیمان واثق کر لیں کہ ہم قلعہ اُسکو حوالہ کریں اسکی شرائط خدمت بجا لائیں اور وہ ہمکو اپنی حمایت میں لیکر اپنا مقرب بنا لے۔ اس امر پر ہم سب کا اتفاق ہوا۔ محمد قاسم سے جان و مال کی امان کی درخواست کی گئی +

محمد قاسم نے اُنکے عہد واثق پر امان دینا قبول کر لیا۔ لیکن یہ کہہ دیا کہ سپاہی قتل کیے جائینگے اور اُنکے متعلقین اسیر ہونگے۔ اور قیدیوں میں سے جو تیس برس کی عمر کے اندر کام کے قابل ہونگے وہ غلام بنائے جائینگے اور خاص قیمت پر بیچے جائینگے۔ محمد قاسم نے حجاج کے سارے اکابر کو بلا کر برہمن آباد والوں کا پیغام سُنا دیا اور کہہ دیا کہ برہمن آباد سے ایلچی آئے ہوئے ہیں جو یہ کہتے ہیں تم اسکو سن لو اور جواب باصواب لکھکر دیدو +

موکہ نے کہا کہ امیر یہ حصار ہند کے سارے شہروں کی ناک ہے اگر وہ قبضہ میں آ گیا تو ملک سندہ سارا قبضہ میں آ جائیگا۔ اور مستحکم قلعے ہمارے ماتحت ہو جائینگے اور اسلام کی شوکت و عظمت و سطوت و حشمت کی ایک دھوم مچ جائے گی۔ راجہ داہر کی اولاد میں سے کچھہ ہمارے مطیع ہو جائینگے کچھہ بھاگ جائینگے +

یہاں جو مراسلت ہوئی تھی اُسے محمد قاسم نے حجاج کو اطلاع دی اور عہد نامہ لکھہ کر برہمن آباد والوں کو دیدیا۔ اُسنے ایک میعاد اور دن مقرر کر دیا کہ قلعہ ہمارے حوالہ کیا جائے۔ برہمن آباد والوں نے اقرار کیا کہ اُس روز آپ حملہ کیجیے ہم باہر آکر مقابلہ کرینگے لیکن عین لڑائی میں لشکر عرب کے حملہ کے وقت حصار کے اندر چلے جائینگے اور دروازہ کھلا چھوڑ جائینگے۔ جب حجاج نے حکم بھیجا کہ امان دیدو اور اپنے عہد و پیمان کو ایمان کے ساتھہ ایفا کرو۔ محمد قاسم کے لشکر نے حصار پر حملہ کیا تو برائے نام اہل حصار ایک ساعت لڑے اور پھر قلعہ کا دروازہ کھلا ہوا چھوڑ کر قلعہ کے اندر وہ چلے گئے اس دروازہ سے لشکر عرب داخل ہوا اور فصیل پر چڑھ گیا اور اُسنے اللہ اکبر کا نعرہ ایسا مارا کہ اہل قلعہ تھرا گئے اور لشکر کا غلبہ دیکھہ کر وہ شرقی دروازہ کو کھول کر باہر بھاگنے شروع ہوگئے۔ مسلمان اُنکے پیچھے پڑے۔ مگر محمد قاسم نے حکم دیدیا کہ جو تم سے لڑے اُسے مارو اور کسی اور سے کچھہ نہ بولو۔ مسلمانوں نے سبکو ہتیار بند دیکھا گرفتار کیا اور محمد قاسم پاس لائے۔ جسنے اُسکے سامنے سر جھکا دیا اُسکا سر اُس نے اُٹھا لیا۔ اور امان دی اور اُس کا خانماں بچا دیا۔ اپنے گھر میں آباد کرا دیا +

برہمن آباد کے بزرگوں سے یہ سُننے میں آیا ہے کہ راجہ داہر کے مرنے کے بعد اُسکی رانی لاڈی اور بیٹیاں جو سیہ یہیں آتی تھیں اور اسوقت بھی یہیں تھیں۔ برہمن آباد کا قلعہ محمد قاسم کے حوالہ ہوا تو اس رانی نے کہا

میں کیونکر ایسے مستحکم قلعہ کو اور اپنے گھر بار کو دشمنوں کے حوالہ کر سکتی ہوں اس قلعہ میں استقامت اختیار کر کے دشمنوں کو مغلوب کرنا چاہئے اور اپنے مسکن اور وطن کو بچانا چاہئے اور اگر لشکر عرب غالب آئے تو اور تدبیر کرنی چاہئے پس اُسنے اپنے سارے خزانوں کی دولت سپاہیوں کو تقسیم کر دی جس سے جوانمردوں کی ہمت و جرات بڑھ گئی - دوسرے دروازہ پر لڑائی شروع کر دی اور لادی نے اپنے دل میں یہ مستحکم ارادہ کر لیا کہ اگر دشمن قلعہ کو فتح کر لینگے تو میں مع اپنے عزیز و اقربا کے آگ میں جلکر مر جاؤنگی - مگر قلعہ دفعتہً مسلمانوں نے لے لیا - اور راجہ داہر کے محل کے محافظ اُنکے کل عزیز و اقربا کو لائے جنہیں لادی بھی تھی +

جب محمد قاسم کے سامنے غنائم و لونڈی غلام پیش ہوئے تو ہر ایک قیدی کا حال پوچھا جاتا تھا اسے معلوم ہوا کہ رانی لادی اور دو اور دوشیزہ دختر جو راجہ داہر کی بیٹیاں دوسری رانی کے پیٹ سے تھیں حصار میں موجود ہیں اُنکے چہروں پر نقاب ڈالکر ایک خادم کو اُنہیں سپرد کیا اور جدا بٹھائی گئیں - تمام قیدیوں کا خمس جدا کیا گیا تو اُسکی تعداد بیس ہزار تھی اسکے سوا سارے قیدی سپاہیوں کو دیدئے گئے +

کاریگروں اور تاجروں اور پیشہ وروں اور عوام الناس کو امان دیگئی اور قیدیوں کو چھوڑ دیا مگر محمد قاسم نے یہ ظلم کیا کہ چھ ہزار بعض کہتے ہیں کہ سولہ ہزار سپاہی مار ڈالے - باقی کی جان بخشی کی +

بعض داہر کے علاقہ دار برہمن آباد کے یہ کہتے ہیں کہ لونڈیوں میں داہر کے رشتہ داروں کا پتا نہ ملا تو روساء شہر سے اُنکی خبر پوچھی گئی کسی نے کچھ پتا و نشانہ بتلایا - لیکن دوسرے روز ایک ہزار برہمن بھدرہ کئے ہوئے محمد قاسم پاس آگئے جب اُنکا حال معلوم ہوا +

محمد قاسم نے جب اِن برہمنوں کو دیکھا تو پوچھا کہ آپ کس فوج کے سپاہی ہیں اور کیوں ایسی صورت بنا کے میرے پاس آئے ہیں تو اُنھوں نے جواب دیا کہ اے امیر با وفا ہمارا راجہ برہمن تھا - تو نے اُسے قتل کیا اُسکا ملک تو نے لیا ہم میں سے بعض ایسے وفادار اپنے راجہ کے تھے کہ اُنہوں نے اپنی جان نثار کی باقی ہم نے اُسکے ماتم میں زرد لباس پہنا ہے بھدرا کیا ہے - اے امیر عادل تجھ کو ایشور نے رلج دیا ہے تیرے پاس ہم آئے ہیں کہ تو ہمکو کیا حکم دیتا ہے - محمد قاسم نے سوچکر یہ جواب دیا

کہ میں اپنے سر جان کی قسم کھاتا ہوں کہ تم بڑے پکے وفادار ہو میں تم کو امان دیتا ہوں اس شرط
پر کہ راجہ کو رشتہ دار جس جگہ ہوں اُنکو پکڑ کر میرے پاس لاؤ۔ پس برہمنوں نے اس وعدہ پر امان لی
اور گھر میں سے لادی کو لائے محمد قاسم نے سب خراج موافق شرع اسلام کے مقرر کیا۔ جن لوگوں نے
اسلام قبول کیا وہ جزیہ و بندگی و گزند سے معاف کئے گئے اور جنھوں نے اسلام نہیں قبول کیا
انکو تین قسم کے جزیہ میں سے ایک قسم کا جزیہ دینا پڑا۔ فوج میں سے اعلیٰ درجہ کے گروہ میں سے ہر شخص
۴۸ درم وزن نقرہ متوسط گروہ میں سے چوبیس درم نقرہ اور ادنیٰ گروہ میں سے بارہ درم وزن نقرہ
آج اب چلے جاؤ اور یہ اذن عام سن جاؤ کہ جو شخص مسلمان ہوگا وہ جزیہ سے معاف کیا جائیگا اور جو
لوگ اپنے مذہب پے چلینگے انکو جزیہ دینا پڑیگا اور اُن کو اجازت ہوگی کہ وہ اپنے باپ دادا کے مذہب
پر چلیں بعض مسلمان ہوگئے بعض اپنے اسلاف کے مذہب پر چلے انہوں نے جزیہ دیا۔ مگر نہ اُنکی
زمینیں چھینی گئیں اور نہ اُنکا مال لیا گیا +

برہمن آباد اسی ولایت کے امینوں کو محمد قاسم نے حوالہ کیا انمیں سے ہر ایک نے بقدر اُسکی
حیثیت کے زر مالگزاری ادا کرنے کا وعدہ لیا گیا اور حصار کے چاروں دروازوں پر فوج مقرر کرکے
اُنکا اہتمام بھی انھیں کے سپرد کر دیا گیا۔ اور اُنکو اپنی مرحمت و شفقت سے ہند کی رسم و رواج کے موافق
سونے کے کڑے ہاتھوں اور پاؤں کے اور گھوڑے مع زین عطا کئے اور ہر ایک امین کو
مجلس شوریٰ کا کارکن مقرر کیا +

اُسنے عوام الناس میں سے تاجروں، صناعوں، کاشتکاروں کو لکھوایا اُنکی تعداد دس ہزار
ہوئی پس حکم دیا کہ خزانے میں سے بارہ درم وزن نقرہ ہر ایک کو اس سبب سے دیا جائے کہ اُسکا سارا
مال اسباب لٹ گیا ہے تحصیل زر مالگزاری کے لئے دہاقین اور رئیسوں کو مقرر کیا کہ وہ شہر اور
رئیسوں سے محصول زمین وصول کریں جس سے اُنکو تقویت اور استظہار ہووے جب برہمنوں نے
یہ دیکھا تو اُنہوں نے اپنا عرض حال کیا کہ یہ کام خاص ہمارا ہی ہے ہمیشہ ہم اُسکو کرتے آئے ہیں
رئیسان شہر نے بھی اُنکی عظمت پر شہادت دی محمد قاسم نے برہمنوں کو معزز جانا اور اُنکی یہ عزت
کی کہ جلیل عہدوں پر اُنکو مقرر کرکے ممتاز و سرفراز کر دیا۔ اور اُنکی برتری کے قائم رہنے کا

تقسیم کر دیا +

حکم صادر فرمایا کہ ایسی حمایت کی کہ انکے ساتھ کوئی مقابلہ اور زبردستی نہیں کر سکتا تھا۔ ہر ایک برہمن کو ایک عہدہ دیدیا۔ اُسکو پورا اعتبار تھا کہ برہمن کبھی دغا نہ کرینگے۔ راجہ چچ کی طرح ہر برہمن کو کسی نہ کسی شغل میں لگا دیا اور کل برہمنوں کو بلا کر اُن کو یاد دلایا کہ راجہ داہر کے عہد میں تم بڑے بڑے عہدوں پر مامور تھے اسلئے تم کو شہر اور حوالی شہر کا حال بخوبی معلوم ہوگا۔ اگر تم کسی معروف و مشہور آدمی کو جانتے ہو تو مجھے مطلع کرو میں اُسکو عہدہ جلیلہ پر مقرر کرونگا اور اُسکو انعام اکرام دونگا۔ میں تم سب کی دیانت و امانت پر اعتماد کلی رکھتا ہوں اسلئے یہ عہدے تمکو عطا کرتا ہوں اور سارے ملک کا انتظام تمھارے ہاتھ میں دیتا ہوں اور یہ عہدے تم کو نسلاً بعد نسلٍ عطا ہوئے ہیں اور وہ تم سے چھین کر دوسرے کو نہیں دیے جائینگے۔

یہ برہمن اور عمال اضلاع میں جا کر یہ کہنے لگے کہ ای قوم کے بزرگو اور رئیسو تم یقینی جان لو کہ راجہ داہر مارا گیا ہماری سلطنت کا خاتمہ ہوا۔ ہندوستان میں اہل عرب کا تسلط ہوا اب شہروں اور گاؤں میں چھوٹے بڑے سب برابر ہوئے۔ سلطان معظم نے ہم غریبوں پر یہ عنایت کی ہے کہ تمھارے پاس ہم کو بھیجا ہے اور ہمارے ساتھ نیک وعدے کیے ہیں اگر ہم عرب کی فرمانبرداری نہ کرینگے تو نہ ہمارے پاس مال ہوگا نہ معاش ہوگی۔ اگر ہم اسکی نیازمندی کرینگے تو ہم مورد فضل و کرم شاہانہ ہونگے اسوقت ہم اپنے گھر سے نہیں نکالے گئے ہیں لیکن تم پر جو یہ خراج مقرر کیا گیا ہے اگر اسکی متحمل تم نہیں ہو سکتے اور اسکا ادا کرنا تم کو گراں معلوم ہو تو وقت فرصت میں ہندوستان میں کسی ایسے موضع میں مع اہل و عیال جا سکتے ہو کہ جہاں جان و مال محفوظ ہو۔ آدمی زاد کے لئے سلامتی نفس سے زیادہ کوئی چیز بہتر نہیں ہے پس جب اس لشکر کے ورطہ ہولناک سے سلامت بچ گئے تو ہم اپنے اہل و عیال و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ شہر کے آدمی و دہاقین محمد قاسم پاس آئے اور خراج کا دینا قبول کیا اور انھوں نے خود محمد قاسم سے پوچھ لیا کہ کتنا خراج ہمپر مقرر ہوا۔ برہمنوں سے جنکو محمد قاسم نے محصل مال اور عمال مقرر کیا تھا۔ اُسنے یہ کہا کہ رعایا اور بادشاہ کے درمیان معاملہ راستی سے کرو اور اُنکے بیچ میں جب کوئی تقسیم کا معاملہ ہو تو دونو میں نصفا نصفی کا معاملہ کرو اور محصول اتنا لوگوں پر مقرر کرو کہ وہ ادا کر سکیں۔ تم اورونکے ساتھ موافقت کرو

اور ایسے متردد نہ ہو کہ ملک خراب ہو+

رعایا کو محمد قاسم کا نصیحت کرنا+

محمد قاسم نے ہر ایک کو بلا کر یہ نصیحت کی کہ تو سب طرح سے خوش دل رہ اور کچھ اندیشہ نکر کسی طرح کا الزام تجھپر نہیں لگایا جائیگا۔ تجھ سے محصول کی بابت میں کوئی دستاویز نہیں لکھاتا ہوں بلکہ ایک جمع مقرر کی ہے اسکو تو ادا کر اسمیں بھی تیرے ساتھ نرمی اور رعایت برتی جاویگی اور اس معاملہ میں جو تیری درخواست ہوگی تو میں اُسکو سنونگا اور اُسکا جواب شافی دونگا اور تیری دلی تمنا پوری کیجائیگی۔ پہلے بتخانوں میں سوداگر اور ٹھاکر اور بُت پرست بتوں کی پرستش سے اپنا دل خوش کرتے تھے بتوں پر نذر بھینٹ میں وہ بہ جو چڑھاتے تھے۔ یہ سب مال برہمنوں کے گھر میں جاتا تھا اسلئے اُنکی پرستش ہوتی تھی۔ مگر اب یہ رسم قدیم مسدود ہو گئی تھی لشکر کے خوف کے مارے اس خیرات میں خلل آگیا تھا وہ باقاعدہ نہیں دیجاتی تھی اسلئے برہمن بیچارے روٹی کے مارے مارے پڑے پھرتے تھے۔ ایکدن محمد قاسم کے دروازہ پر آئے اور دعا کے لئے ہاتھ اُٹھایا کہ اے امیر عادل تجھکو بقا ہو ہم بدّہ کے مندر کے پجاری ہیں ہم کو روزی اسی مندر سے ملتی تھی۔ تو نے سب پر رحم کیا۔ سوداگروں کا مال دلوا دیا۔ تجارت کا باب کھلوا دیا اور اونکو ذمّی بنا کے اپنے اپنے کاموں میں لگا دیا۔ ہمکو تیرے کرم خداوندی سے یہ اُمید ہے کہ ہندوؤں کو ایک اشارہ کر دے کہ وہ اپنے معبود کی پرستش کریں اور خانہ بدّہ کو آباد کریں۔ اسپر محمد قاسم نے کہا کہ تمہارے بُت خانہ کا تعلق دار السلطنت الور سے ہے اور یہ دار السلطنت محمد قاسم کے قبضہ میں نہیں ہے یہ نواح اسکے مضافات ہیں۔ اسپر ہندوؤں نے کہا کہ یہ بُت خانہ برہمنوں سے متعلق ہے۔ یہ برہمن ہی ہمارے طبیب پروہت و نجومی ہیں۔ شادی غمی کی ساری رسمیں وہی ادا کرتے ہیں ہم نے جزیہ و خراج اسی سبب سے قبول کیا ہے کہ ہم میں ہر ایک اپنے مذہب پر چلے۔ اب یہ ہمارا خانہ بدّہ خراب خستہ پڑا ہے ہم پوجا و پرستش سے محروم ہیں اُسکی تعمیر و درست کا حکم دے کہ ہم اپنے معبود کی عبادت کریں اور ہمارے برہمنوں کی وجہ معاش ہو+

محمد قاسم کا برہمن آباد کے برہمنوں کی پرورش کا حکم دینا+

محمد قاسم نے اس معاملہ کا سارا حال حجاج کو لکھا جسکا جواب چند روز بعد یہ آیا کہ میرے عزیز عمزاد محمد قاسم کا مکتوب پہنچا۔ اور اسے یہ احوال معلوم ہوا کہ برہمن آباد کے مقدم بدھ کی

عمارت کو بنانا چاہتے ہیں۔ چونکہ انھوں نے اطاعت اختیار کر لی ہے اور دار الخلافہ کے لیے مال
کو اپنے ذمہ مقرر کر لیا ہے تو سوا اس مال کے کوئی اور اُنپر ہمارا حق نہیں ہے جبکہ وہ ذمی ہو گئے
ہیں تو اُنکی جان و مال میں کسی طرح کی دست اندازی نہیں ہو سکتی اُنکو اجازت دی جاے کہ وہ
اپنے معبود کی عبادت کریں اُنپر مذہب کی پیروی میں کسی شخص پر زجر نہیں چاہیئے تاکہ وہ اپنے
گھر میں جسطرح سے اُنکا جی چاہے رہے +

محمد قاسم پاس جب اپنی عرضداشت کا جواب آیا تو وہ ایک منزل برہمن آباد سے چلا گیا تھا
اُسنے شہر کے اکابر و مقدموں و برہمنوں کو ہدایت کر دی کہ اپنے مندر کو تعمیر کر لیں اور مسلمانوں کے
ساتھ خرید و فروخت کریں اور بے خوف و خطر رہیں اور اپنے حال کے بہتر کرنے میں سعی کریں
بھکاری برہمنوں کو دان پُن دیں اور اپنے باپ دادا کی رسم کو بجا لائیں اور اُنہیں جو دکھشنا و
بھیٹ برہمنوں کو دیتے تھے دیں اور جیسا اہل ملک کے محاصل میں سے تین روپیہ سیکڑا برہمنوں کے لیے
جدا کیا جاتا تھا اور اسمیں سے بقدر ضرورت اُنکو دیا جاتا تھا اور باقی خزانہ شاہی میں امانت رہتا تھا
کہ اسمیں خیانت نہ ہو اور اسکا حساب رہتا تھا اب بھی اسی طرح عمل کیا جاے اُمرا اور ہنود سادار
جو برہمنوں کے موجب قدیمی چلے آتے ہیں وہ اُنکو دیا کریں۔ بعض راویوں کا یہ قول ہے کہ برہمنوں کو
ششتھی بھکشا کی اجازت مل گئی کہ وہ ایک تانبے کا برتن لیکر گھر گھر بھیک مانگنے جایا کریں اسلیے
پیٹ پالن کیا کریں تاکہ بھوکے نہ مریں۔ غرض محمد قاسم نے برہمن آباد کے رہنے والوں کی
درخواست کو منظور کر لیا اور اُنسے کہہ دیا کہ تمہارے مندر ایسے ہیں جیسے کہ شام و عراق میں یہودیوں
اور عیسائیوں کے معابد اور مجوسیوں کے آتشکدے ہیں اُنسے کچھہ معترض نہ ہوگا جسطرح
چاہیں اپنے معبدونکو بنائیں اور اُنمیں جسطرح چاہیں اپنے معبودوں کی پرستش کریں یہہ سمجھا کر
برہمن آباد والونکو رخصت کیا اور اُنکے بڑے رئیس کو رانا کا خطاب دیا +

محمد قاسم وزیر سی ساگر اور موکا بسایا کو بلا کر اُنسے پوچھا کہ راجہ چچ و داہر کے عہد میں لوہانہ
کے جاٹ کیا کام کرتے تھے اور کیا اُنکے ساتھ برتاؤ برتا جاتا تھا۔ موکا بسایا کے سامنے سیاکر
نے محمد قاسم سے جاٹوں کا حال یہ عرض کیا کہ راجہ چچ کے عہد میں لوہانہ کے جاٹونکو حکم تھا کہ وہ

نہ ہیرو ہندو سندھ کے درگن اعظم الور و ملتان ہیں اُنکی خبر لے - یہ دونوں شہر بادشاہوں کے دار الملک ہیں
ہیں اُنکے خزانے اور دفینے وہاں بہت سے دفن ہونگے - اگر کہیں مقام کرنا چاہے تو ایسی جگہ انتخاب کر
کہ وہاں تر و تازگی تجھہ کو حاصل ہو اور ولایت سندھ و ہند میں مسلمانوں کی سلطنت کو تسلط ہو جو کوئی اسلام
کی اطاعت سے انکار کرے اُسکو بیدریغ قتل کر حق تعالی تجھہ کو ایسا فتحمند کرے کہ ہند کو سرحد چین تک تو تسخیر
کر لے - امیر قتیبہ بن مسلم خراسانی اور اُسکے ساتھہ لشکر بھیجا گیا ہے جتنے لوگ تیرے پاس ہیں اُنھیں اُنکی جگہ
اے ابن عم و پسر جیسے ایسے کام کہ تیرا نام روشن ہو اور تیرے دشمن عاجز و پریشان ہوں انشاء اللہ تعالے
محمد قاسم پاس یہ خط آیا اسمیں یہ بھی لکھا تھا کہ اے محمد قاسم تیرا ہر امر میں مجھ سے صلاح پوچھنا تیرے حزم
و احتیاط کا اقتضا ہے مگر فاصلہ ایسا دور و دراز ہے کہ اپنے کاموں میں التوا ہوتا ہے - تو ایسی رعیت نوازی
کر اور عدل گستری کا طریقہ اختیار کر کہ دشمن تیری اطاعت کے آرزومند ہو جائیں +

محمد قاسم نے وداع بن حمید النجدی کو برہمن آباد کا انتظام سپرد کیا اور اُسکے نائب و عمال مقرر کیے
اور یہیں کے چار تاجروں کو مال کے متعلق سارے معاملات حوالہ کیے اور اُنکو تاکید کر دی کہ امور کلی و جزوی
ہمارے حضور میں پیش ہوں اور مشورے ہمارے کسی کام و معاملہ کا آخری فیصلہ ہو - نوبہ بن دارس کو
عمدہ انتظام کے لیے حصار اور سپرد ہوا اور یہ بھی اُس کو حکم ہوا کہ کشتیاں ہمیشہ جمع رکھے اور جو سپاہی
اور ہتیار آنے جانے کشتیوں میں ہوا کریں اُنکو راور کے قلعہ میں لے جایا کرے - دریا کے حصہ بالائی کی کشتیوں
کا اہتمام زیاد العبدی کے سپرد ہوا اور ہندال بن سلمان کو اِن اضلاع کا بندوبست سپرد کیا گیا کہ ولایت
کے راج سے متعلق تھے - حلیل کا حاکم حنظلہ بن اخی کلبی مقرر کیا - اور اِن سب کو حکم کیا کہ وہ اپنے گرد و نواح
کے ملک کے حالات دریافت کر کے ہر مہینے مجھکو اطلاع دیا کریں اور یہ بھی تاکید کے ساتھہ ہدایت کر دی
کہ وہ سب آپس میں متحد و یکدل و یک جہت رہیں باہر سے دشمنوں کے لشکر کا خوف نہ ہو اور اندر رعایا کو سرکشی کا
حوصلہ نہ ہو جو کوئی امن میں خلل انداز ہو اُسکو سزا دیں - قیس عبد الملک بن قیس الدمنی و خالد انصاری
کو مع دو ہزار پیادہ سپاہی کے سوستان میں بھیجا مسعود تمیمی بن شیبہ حدیدی و فراستی تغلبی وغیرہ کو
و ہلیلہ نیرون - دیبل میں بھیجا کہ وہ ان مقامات پر قابض رہیں - بیلج کو کروایل میں عامل مقرر کیا
یہاں علوان بکری و قیس بن ثعلبہ تین سو آدمیوں کے ساتھہ بس گئے اور بیوی بچے بھی اُنکے یہیں ہونے لگے

نرم جامہ نہ پہنیں اور سر کو مخمل سے نہ ڈھکیں بلکہ وہ اندر سیاہ کمبل پہنیں اور اسکے اوپر کندھوں پر سوتی چادر اوڑھیں۔ سر اور بالوں کو ننگا رکھیں اگر کوئی انمیں باریک جامہ پہنتا تو اُسپر جرمانہ ہوتا۔ اُن کو حکم تھا کہ جب وہ گھر سے باہر نکلیں تو کتا ساتھ رکھیں ان کتوں کا ساتھ ہونا اُنکے جاٹ ہونے کی نشانی تھی۔ اور اُنکے کسی بزرگ کو گھوڑے کی سواری کی اجازت نہ تھی جب اجاڑوں کو اطراف میں راہبری کی ضرورت ہوتی تو وہ اُنکے سپرد ہوتی اور راہ میں کھانے پینے کا سامان بہم پہنچانا اُنکا کام ہوتا۔ اس کام کے لئے ہر گروہ کے واسطے ایک حد مقرر تھی۔ اگر کوئی رانا اُنکا گھوڑے پر بیٹھتا تو گھوڑے کی پیٹھ پر کمبل ڈال کر بے زین و لگام سوار ہوتا۔ اگر راہ میں کسی شخص پر کوئی حادثہ واقع ہوتا تو اُسکی جوابدہی اُنھیں کرنی پڑتی۔ اگر کوئی انمیں سے چوری کرتا تو اُنکے مقدموں پر یہ واجب ہوتا کہ چور کو مع اُسکے بال بچوں اور کنبے کے جلا دیتے۔ رات دن کارواںوں کی رہبری کرنی اُنکا کام تھا۔ اُن کے اندر کچھ چھوٹے بڑے کی تمیز نہ تھی۔ مزاج اُنکا وحشی ہے ہمیشہ والیان ملک سے بغاوت و سرکشی کرتے رہتے ہیں۔ وہ راستے لوٹتے ہیں اور ملک دیبل کے اندر اُنکی قزاقی میں سب شریک ہو جاتے ہیں۔ راجاؤں کے بورچی خانے کے لئے لکڑیاں بہم پہنچانا اُنکا کام تھا۔ محمد قاسم نے یہ حال سُنکر کہا کہ یہ جاٹ بڑی اُجبٹ قوم ہے۔ اُنکی وحشت کا حال ایسا ہی ہے جیسا کہ ایرانی کوہستانی جنگلی آدمیوں کا۔ محمد قاسم نے اُنکے واسطے ان سب دستوروں اور قاعدوں کو بدستور قایم رکھا اور اُنپر یہ اور اضافہ کیا کہ ہر وارد و صادر کو وہ ایک وقت کھانا کھلایا کریں اور اگر وہ بیمار ہو جائے تو دو تین دن تک۔ یہ قاعدہ حضرت عمرؓ نے شام میں جاری کیا تھا۔

جب محمد قاسم برہمن آباد و لوہانہ کے کاموں سے فارغ ہوا اور انپر خراج مقرر کر چکا تو اس سارے احوال سے حجاج کو اطلاع دی اور ملک سندھ کے انتظام کا حال مفصل لکھا۔ یہ خط ندی جلوانی برہمن آباد سے لکھا تھا اسکا جواب حجاج نے یہ لکھا کہ ابن عم محمد قاسم تم نے بہادری و رعیت نوازی اور انتظام ملکی اور رفاہ عام میں جو سعی کی وہ نہایت تعریف کے قابل ہے۔ ہر موضع پر جو خراج مقرر کیا ہے اور ہر صنف کے آدمیوں کو قانون کے پابند ہونے کے لئے جو تدبیریں کیں ہیں اور انہوں نے جو اُنکی اطاعت کی ہے اُس سے قوام دولت اور نظام مملکت کو استحکام ہو گیا ہے۔ اب تو زیادہ اس موضع میں

حجاج کا محمد قاسم کی مدح و منزلت +

اسطرح جاٹوں کے کل ملک کا انتظام کیا اور اپنی حکومت کو استحکام دیا +

کہتے ہیں جب محمد قاسم برہمن آباد اور ملک کے شرقی و مغربی اضلاع کے انتظام سے فارغ ہوا تو اپنے مقام سے

۳ - محرم ۹۴ھ کو روانہ ہوا اور موضع منہل میں جو ساوندی کے قریب تھا اترا یہاں ایک تالاب تھا

اور اُسکے آس پاس ایک مرغزار نہایت سرسبز و شاداب تھا اُسکو ڈنڈہ اور کربھا کہتے تھے اسلئے

ڈنڈہ کے کنارہ پر خیمے ڈیرے ڈالے یہاں کے باشندے سمانی تھے اُنکے سرداروں اور تاجروں نے

اطاعت قبول کی - اُسنے حجاج کے حکم کے موافق سب کو امان دی اور اُنسے کہا کہ تم اپنے وطن میں

آسودگی کے ساتھ رہو اور مالگزاری مقرر کرکے کہا کہ اسکو وقت موعود پر خزانہ میں داخل

کرتے رہو اور ہر فرقہ میں ایک آدمی کو اپنے فرقہ کا رئیس مقرر کر دیا - یہ سارے حالات حجاج کو لکھے

تو اُسکا جواب بڑے زور شور سے لکھا آیا کہ جو اہل حرب ہوں اُنکو قتل کر دو اور اُنکے لڑکے اور لڑکیوں کو

بطور اول کے قید کرکے رکھو جو مطیع ہوں اور اُنکے حلق میں صفائی کا پانی جاری ہو اُنکو امان دو اور

مالگزاری اُنپر مقرر کر دو اور صناع و تجار کو سبکبار زیادہ رکھو اور جس کسی کو جانو کہ وہ زراعت و

عمارت میں بڑی تن دہی اور جانفشانی کرتا ہے اُسکو تقاوی دو اور سب طرح سے اُسکی امداد کرو - اور جو

لوگ اسلام سے مشرف ہوں اُنسے عشر لو یعنی اُنکے مال زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ - اور جو لوگ اپنے

مذہب پر قائم رہے ہوں تو وہ اپنے ملک کے قدیمی دستور کے موافق جو جمع راجاؤں کو دیتے آئے ہیں

وہ ہمارے عمال کو دیں - محمد قاسم یہاں سے کوچ کرکے بہراور میں پہونچا یہاں اُسنے سلیمان بن مہان

اور ابا فضہ القشیری کو بلایا +

یہاں سے محمد قاسم اقوام سمہ کی طرف متوجہ ہوا جب وہ اُنکے قریب پہونچا تو وہ استقبال کے

لئے ناچتے ہوئے اور ڈھول بجاتے ہوئے آئے - محمد قاسم نے پوچھا کہ یہ کیا غل شور ہے وہاں

کے لوگوں نے کہا کہ یہاں اقوام کی رسم ہے کہ جب اُنکے ہاں کوئی نیا بادشاہ آتا ہے تو وہ بڑی

شادی کرتے ہیں اور اس طرح گاجے باجے کے ساتھ اُسکے استقبال کو آتے ہیں - خریم بن عمر

جو نہایت امین و ظریف و ذہین و عقیل تھا محمد قاسم سے کہا کہ آپ یہ جھبے کیا ہیں خدا تعالیٰ کی

تحمید و تہلیل کیجئے کہ اسنے اپنے فضل و کرم سے اس قوم کو ہمارا محکوم و مسخر بنایا اور ہمارے اوامر و نواہی

۹۴ھ مطابق ۷۱۲ء +

[illegible] +

اس طرح سی کہ محمد قاسم کو اس کی خبر پہنچی گئی اور اُسنے خریم سی کہا کہ تو ہی اِس قوم کا حاکم بنایا جائیگا اور باجے والوں سے کہا کہ تم اُسکے سامنے رقص و بازی کرو خریم نے بیس دینار زر مغربی اُنکو عطا کئے اور کہا کہ یہ بادشاہ کا حق ہے کہ اُسکے آنے پر تم شادی کرو اور اِس نعمت الٰہی کا شکر بجا لاؤ۔ یہ نعمت تم پر خدا بہت دنوں قائم رکھے +

مورخ کہتے ہیں کہ لوہانہ سے جب محمد قاسم فارغ ہوا تو وہ سستہہ میں آیا۔ یہاں کے رئیس و کاشتکار ننگے سر ننگے پانوں اُسکے استقبال کو آئے اور رحم کی التجا کی محمد قاسم نے اُنکو امان دی اور خراج اُنپر مقرر کیا اور کچھہ آدمی اول میں لئے اور اُنسے الور تک تمام منازل و مراحل کو پوچھہ کر لکھہ لیا۔ اُنہوں نے رہبر اُنکو ساتھہ کر دیا کہ وہ اُس کو الور تک پہونچا دیں الور دار السلطنت ہند تھا اور ملک سند میں سب سے بڑا شہر تھا۔ یہاں کے باشندے بیشیہ ور و تاجر و کاشتکار تھے۔ راجہ داہر کا بیٹا فیوفی یہاں فرمانروا تھا اُسکے سامنے کسی آدمی کا مقدور نہ تھا کہ زبان سے کہتا کہ راجہ داہر مر گیا اُسکو یقین تھا کہ وہ زندہ ہے اور ہندسے فوج لیکر چلا آتا ہے جسکی امداد اور اعتقاد سے وہ لشکر عرب سے لڑیگا۔ ایک مہینہ تک محمد قاسم قلعہ کے سامنے ایک میل کے فاصلہ پر مقیم رہا۔ اسمیں مسجد بنوائی جسمیں ہر جمعہ کو خطبہ پڑھا جاتا +

الور کے آدمیوں سے لڑائی شروع ہوئی اُنکو یقین تھا کہ راجہ داہر فوج لئے اُنکی مدد کو آتا ہے وہ فصیل پر چڑھ کر محاصرین سے کہتے تھے کہ اب تم اپنی جان سے ہاتھہ دہو۔ راجہ داہر ایک فوج قاہرہ بیشمار ہاتھیوں کی اور سواروں اور پیدلوں کی تمہارے پیچھے لئے چلا آتا ہے اور ہم قلعہ سی تمہارے روبرو باہر نکلتے ہیں سے آگے پیچھے سے تمہیں گھیر کر تمہارے لشکر کو شکست دیتے ہیں اب تمہاری خیر اسی میں ہے کہ اپنا اسباب و دولت بالکل چھوڑ کر اپنی جان بچا کر نکل جاؤ نہیں تم مارے جاؤگے یہ ہماری نصیحت سن لو +

جب محمد قاسم نے دیکھا کہ دشمن لڑنے میں بڑی جد و جہد کرتے ہیں اور اُنکے دماغ میں یہ خبط سمایا ہوا ہے کہ راجہ داہر مرا نہیں لشکر لئے وہ چلا آتا ہے تو رانی داہر کو جسکو اُسنے خرید کر کے نکاح اُس سے کیا تھا اُس سیاہ اونٹ پر بٹھا کر جسپر وہ ہمیشہ سوار ہوا کرتی تھی اور معتمدوں کو اُسکے ساتھہ کر

وارد ہونا سستہہ میں محمد قاسم کا +

الور کے آدمیوں سے لڑائی +

حصار کے آگے بھیجا - وہاں پہونچکر یہ رانی چلائی کہ ای اہل حصار میں تمھاری مصلحت کیلئے ایک
بات کہنے آئی ہوں اُسکو کھڑے کھڑے سُن جاؤ - یہ سنکر ایک جماعت بڑے بڑے آدمیوں کی
فصیل پر چڑہ آئی - لادی نے نقاب چہرہ سے اُٹھائی اور یوں اُنسے مخاطب ہوئی کہ میں راجہ داہر
کی رانی ہوں میرا خاوند مارا گیا سر اُسکا عراق بھیجا گیا اُسکے راج کے نشان اور چتر دار الخلافہ
روانہ ہوئے - تم اپنے تئیں آپ کیوں ہلاک کرتے ہو - خدا قرآن میں فرماتا ہی کہ اپنے ہاتھوں
اپنی ہلاکت نڈھونڈو - یہ کہکر وہ چیخیں مار کر رونے لگی اور ایک نوحہ گانے لگی - اہل حصار نے فصیل پر
سے جواب دیا کہ تو جھوٹی ہی - چنڈالوں اور گائے کھانے والوں سے تو مل گئی ہی - ہمارا
راجہ زندہ ہی اور ایک لشکر گران اور ہاتھیوں کو ساتھ لاتا ہی اور دشمن کو دفع کرتا ہی - تو اہل عرب
سے لگاوٹ کرکے خراب ہوگئی ہی اور اپنے راجا کو بھول گئی ہمارے دشمنوں کو ہمارے راجاؤں پر
فوقیت دیتی ہی اور کچھ گالیاں بھی اُسکو سنائیں جب محمد قاسم کو یہ خبر پہونچی تو اُسنے لادی کو بلاکر
یہ کہا کہ اب خاندان سلائج کا بخت برگشتہ ہوگیا ہے اور خاتمہ کا وقت آگیا ہی +

حصار الور میں ایک ساحرہ رہتی تھی اُسکو جوگنی کہتے تھے راجہ فیوفی اور ارکان سلطنت اُسکے
پاس گئے اور پوچھنے لگے کہ تو اپنے علم کے زور سے بتلا کہ راجہ داہر کہاں ہے - اُسنے جواب دیا کہ مجھے آجکی
مہلت اس کام کے لئے دو تاکہ میں اس سوال کا امتحان کرکے کل جواب دوں - پس دوسرے دن سہپر کو
سراندیپ کی کالی مرچ و جوز بوا کی ہری بھری کلیاں کھلی پھل لگی شاخیں ہاتھ میں لئے
آئی اور کہنے لگی کہ میں ساری دنیا میں قاف سے قاف تک پھر آئی کہیں سندھ و ہند میں راجہ
داہر مجھے نہیں ملا اور نہ اُسکی خبر ملنے سُنی اگر وہ زندہ ہوتا تو مجھسے وہ کہیں نہیں چھپ سکتا تھا
اور اس خبر کی صحت کے لئے میں سبز شاخیں سراندیپ سے لائی ہوں تاکہ تم مجھ پر بدگمان نہو
مجھے تحقیق ہوگیا ہی کہ تمھارا راجہ روئے زمین پر زندہ نہیں اب تم اپنی آپ چارہ جوئی کرو +
جب یہ خبر مشتہر ہوئی تو شہر کے سب خاص و عام کہنے لگے کہ ہم نے محمد قاسم کے عدل و
انصاف و فضل عہد و پیمان کا وثوق قول کی صداقت و دیانت یہ ساری صفات سنی تھیں اب تو
آنکھوں سے بھی دیکھ لیں اب مناسب ہی کہ کسی معتمد کے ساتھ پیغام بھیجکر اس سے امان مانگی جاوے اور حصار اُسکے سپرد

کیا جائے۔ فیوفی کو جب رعایا کا یہ تردد اور راجہ داہر کی وفات کا حال معلوم ہوا تو وہ رات کو
مع اپنے اہل و عیال و متعلقین کے حصار سے باہر نکلا اور جیسیہ کی طرف چلا۔ یہاں اس کا
بھائی کچے سیہ اور راجہ داہر کے اور بیٹے تھے اور وہ ایک موضع میں رہتے تھے جسکا نام جندل (?)
جیندن اتنا (?) تھا۔ قوم علافی میں سے ایک آدمی حصار میں تھا جو فیوفی کا یار تھا۔ اُسنے ایک
کاغذ پر فیوفی کے فرار ہونے کا اور اہل حصار کا حال لکھا اور اُسکو تیر پر لگا کے لشکر عرب میں
پھینک دیا جسے یہاں کا حال محمد قاسم کو معلوم ہوا تو اُسنے لشکر کو لڑنے کے لئے بھیجا۔
مردان کارزار اور شجاعان بردبار حصار پر چڑھ کر حملے کرنے لگے +

اہل شہر کا پناہ مانگنا +

پس تمام رعایا و تاجروں و کاریگروں و اہل حرفہ نے یہ پیغام بھیجا کہ اب ہم نے برہمنوں کی
بیعت تو ترک کی۔ ہمارا راجہ داہر ہمارے سر سے اٹھ گیا۔ فیوفی اسکے بیٹے نے ہم سے منہ پھیر لیا
جو وقوع میں آیا وہ ہماری مرضی کے خلاف تھا لیکن حکم الہی اسطرح مقدر تھا۔ قضاء و قدر الہی کا مقابلہ
کوئی مخلوق نہیں کر سکتی اور وہ کسی جنگ و مکر سے ٹل نہیں سکتیں اور دنیا کی مملکت کسی کی ملک سے نہیں
ہوتی۔ جب لشکر قضاء الہی پردۂ غیب سے باہر نکلتا ہے تو بعض بادشاہوں کو تاج و تخت سے محروم
کرتا ہے بعض کو زمانہ کے انقلاب و حوادث سے مردہ و پژمردہ کرتا ہے۔ پس نہ قدیمی نہ جدید سلطنت
پر اعتماد ہو سکتا ہے وہ ایک آنی جانی چیز ہے۔ تو ان باتوں کو سمجھ ہم تیری خدمت میں حاضر ہوئے ہیں اور
اور تیرے عدل و انصاف کے بھروسے پر تیری اطاعت کا طوق اپنی گردن میں ڈالتے ہیں اور حصار کو امیر
عادل کے امینوں کو سپرد کرتے ہیں ہمکو امان دے اور لشکر کے خوف سے امن کر۔ یہ مملکت قدیم سے عظیم ہمکو
راے داہر نے عطا کی تھی جب تک وہ زندہ رہا اُسکی اطاعت کا حق بجا لاتے رہے جب وہ مر گیا
اور اسکا بیٹا فیوفی بھاگ گیا اب ہمکو بہتر یہی معلوم ہوا کہ تیری اطاعت کریں محمد قاسم نے اُسکا یہ جواب
دیا کہ میں نے نہ تمہارے پاس پیغام بھیجا نہ کوئی ایلچی۔ تم خود متفق ہو کر امان چاہتے ہو اور عہد و پیمان
کرتے ہو۔ اگر تمہاری رضا و میلان خاطر ہماری خدمت و اطاعت کے لئے سچا ہے تو لڑائی سے ہاتھ
کھینچو اور عہد و پیمان کرنے کے لئے نیچے اُتر آؤ میں تمکو امان دونگا۔ ورنہ ہمارے تمہارے درمیان وہی
دشمنی ہے جو تھی۔ بعد اسکے میں تمہارا ایک عذر نہ قبول کرونگا نہ اُسکو سنونگا اور نہ تم کو بخشونگا نہ تم کو

لشکر سے بچنے و دونگا پس اہل حصار فصیل پر سے اتر آئے اور آپس میں سب کا اسپر اتفاق ہوا کہ محمد قاسم
کے اس قول پر کہ امان دونگا دروازے کھولدیں اور ان میں جب تک محمد قاسم آئے خود دھرتے رہیں
اور اُسنے کہیں کہ ہم تیری اطاعت و خدمت کیلئے حاضر ہوئے ہیں اگر اُسنے اپنے سخاوکرم سے یہ درخواست
قبول کرلی اور امان دیدی تو فبہا ورنہ پھر ہم غدر مچائینگے پس وہ کنجیاں ہاتھوں میں لیکے دروازے
میں آن کھڑے ہوئے اور حجاج کے امین منتخب ہوکر اُس امین فی الواسطہ بنے اُنکو اہل حصار نے کنجیاں
دیدیں دروازہ کھولدیا۔ محمد قاسم دروازہ سے داخل ہوا۔ اُسنے دیکھا کہ سارے شہر کے آدمی
بتخانہ نوبہار میں بت کے آگے سجدے کررہے ہیں محمد قاسم نے پوچھا کہ یہ گھر کسکا ہے کہ سب وضیع و
شریف اسمیں سجدے کررہے ہیں لوگوں نے جواب دیا کہ یہ ایک مندر ہے جسکا نام نوبہار ہے۔ محمد
قاسم نے حکم دیا کہ بتخانہ کا دروازہ کھولدیں اُسنے وہاں دیکھا کہ گھوڑے پر ایک مورت سوار ہے
اُسکے اندر پھر وہ اپنے افسروں سمیت گیا اور دیکھا کہ سخت پتھر کا بت بنا ہوا ہے اور زر میں
کنگن یاقوت وجواہر سے مرصع ہاتھوں میں پہنے ہوئے ہے۔ محمد قاسم نے ہاتھ دراز کرکے ایک
کنگن اُتار لیا اور مندر کے پجاری سے کہا کہ تمھارا صنم یہ ہے اُسنے کہا کہ ہاں مگر پہلے اُسکے
ہاتھوں میں دو کنگن تھے ایک رہ گیا ہے۔ محمد قاسم نے کہا کہ تمھارا معبود نہیں جانتا کہ کنگن کون لے گیا
یہ سُنکر پجاری نے گردن نیچی کرلی۔ محمد قاسم نے ہنسکر کنگن پھر بت کے ہاتھ میں ڈالدیا +
محمد قاسم نے حکم دیا کہ جو اہل حرب اطاعت کریں وہ نہ قتل کئے جائیں لادی نے کہا کہ اس ولایت
کے آدمی کاریگر ہیں اور بعض تاجر ہیں یہ شہر انھیں کے آباد ہیں اور وہی یہاں کی زمین میں کھیتی کرتے ہیں
اگر انمیں سے ہر شخص پر جمع لگادی جائیگی تو انھیں کی محنت مزدوری سے خزانہ میں مال داخل
ہوگا۔ محمد قاسم نے کہا کہ یہ لادی نے حکم دیا ہے اور سب کو جان و مال کی امان دیدی + مورخ
بیان کرتے ہیں کہ محمد قاسم نے جن آدمیونکو قتل کے لیے وکلوں کو سپرد کیا تھا انمیں سے ایک
شخص نکل کر آگے کھڑا ہوا۔ اور بولا کہ مجھے ایک عجیب تماشا کرنا آتا ہے۔ موکل نے کہا کہ مجھے دکھا
اُسنے کہا کہ میں تجھے نہیں دکھاتا امیر کو دکھاؤنگا۔ محمد قاسم کو اسکی اطلاع ہوئی اُسنے اُسکو بلایا
اور پوچھا کہ کیا عجب تماشا کرنا آتا ہے اُسنے کہا کہ میرے پاس ایسی چیز ہے کہ کبھی کسی نے نہ دیکھی ہوگی

[illegible]

مگر اس شرط سے دکھاؤنگا کہ میرے کل عیال و اطفال کو امان دیدے محمد قاسم نے کہا کہ میں نے امان دی اُسنے کہا کہ امان نامہ عنایت ہو اور اُسپر دستخط ہوں - محمد قاسم نے جانا کہ اسکے پاس کوئی بیش قیمت جواہر یا زیور ہوگا - امان نامہ بھی اُسکے ہاتھ میں دیدیا - تو اُسنے اپنی داڑھی اور مونچھوں کو کھینچا اور اور بالوں کو دراز کیا اور پاؤں کی اُنگلیوں کو اپنے سر سے لگایا اور ناچنے لگا اور یہ کہنے لگا کہ کسی شخص نے یہ ہنر عجیب تماشا نہ دیکھا ہوگا + موئے ریشم ہمیں کشاں تا پاست + محمد قاسم متعجب ہوا جو لوگ وہاں حاضر تھے اُنہوں نے کہا کہ یہ کیا عجیب تماشا ہے جسکے لیے امان دی جائے اُسنے ہم کو فریب دیا - محمد قاسم نے کہا کہ قول قول ہے اور عہد عہد ہے اس سے پھرنا بزرگ آدمیوں کا کام نہیں ہے اشعار

سنگر تو بداں کہ ذو فنون آید مرد — در عہد وفا نگر کہ چون آید مرد

در عہدہ عہد اگر بروں آید مرد — از ہرچہ گمان بری فزوں آید مرد

اسکو مارنا نہیں چاہیے قید رکھنا چاہیے اور حجاج سے یہ حال عرض کرنا چاہیے - اسلیے اُسکو اور اُسکے کنبے کے بائیس آدمیوں کو قید خانہ میں بھیجدیا - اور حجاج کو اسکا حال لکھا - حجاج نے کوفہ و بصرہ کے علماء سے فتویٰ لیا اور عبد الملک خلیفہ کو اُسکی اطلاع دی جواب خلیفہ اور فتویٰ علماء کا حجاج نے محمد قاسم پاس بھیجدیا حسب اُسکے اِن قیدیوں کو رہائی ہوئی +

بڑے بڑے معتبر اکابر یہ بیان کرتے ہیں کہ جو سیہ ساٹھ سوار و پیادہ ہمراہ لیکر حصار کورج میں پہنچا - کورج کے راجہ دروہر نے اُسکا استقبال کیا اور اُسکی بڑی آؤ بھگت کی اور اُس سے وعدے خوب خوب کیے اور اُسکی امیدوں کو بڑھایا اور کہا کہ میں لشکر اسلام سے لڑنے کے لیے تیری مدد کرونگا اس راجہ کا یہ دستور تھا کہ ہر ششماہی میں ایک روز خلوت خانہ میں عورتوں کے ساتھ شراب پیتا اور ناچ دیکھتا گانا سُنتا اور اس مجلس میں کسی اجنبی آدمی کو آنے نہ دیتا - یہ ایک اتفاق کی بات تھی کہ جو سیہ اسی روز یہاں آیا کہ یہ عیش و طرب کا دن راجہ کے ہاں تھا - راجہ نے اسکے پاس آدمی بھیجکر کہلا بھیجا کہ آج ہمارے عیش کا دن ہے اور کوئی غیر ہمارے شبستان میں نہیں آسکتا مگر تم ہمارے عزیز مہمان ہو اور بجائے ہمارے فرزند کے ہو تم یہاں قدم رنجہ کرو - جو سیہ اس مجلس میں آیا اور عورتوں کے اندر گردن جھکا کر بیٹھ گیا کسی عورت کی طرف نظر اُٹھا کر نہ دیکھا اپنے گرد خط کھینچ کر جس سے باہر قدم نہ دیکھا

درویش نے کہا کہ یہ عورتیں ماں بہنوں کی جگہ ہیں تم سر اُٹھاؤ اور انکو دیکھو۔ جی سیہ نے کہا کہ میں اصل میں
جوگی ہوں کسی نامحرم عورت کی طرف دیکھنا مجھے حرام ہے۔ درویش نے بھی اُسے عورتوں کے دیکھنے کو
کبھی نہیں کہا۔ اور اُسکی پرہیزگاری و زہد پر شاباش دی۔ درویش کی بہن جانکی نہایت حسینہ
تھی جب اُسنے جی سیہ کو دیکھا تو وہ بے اختیار اُسپر عاشق ہو گئی۔ لمحہ لمحہ اُسکو کنکھیوں سے دیکھتی تھی
اور کرشموں سے اپنی محبت کو بتلاتی تھی جب مجلس برخاست ہوئی جی سیہ اپنے محل میں گیا
جانکی اپنے گھر میں گئی اور وہاں بن سنور کر ایک ڈولے میں سوار ہو کر جی سیہ کے پاس پہنچی۔ وہ پڑا
سوتا تھا۔ جب جانکی کے منہ سے شراب کی بُو اُسکے دماغ میں پہنچی تو وہ جاگا اور پوچھا کہ رانی صاحبہ
اسوقت قدم رنجہ فرمانے کا سبب کیا ہے اور یہ کون وقت آنے کا ہے۔ جانکی نے کہا تو بھی عجب
احمق ہے۔ اسبات کے پوچھنے کی ضرورت کیا ہے کہ کیوں آئی ہو جب ایک خوبصورت عورت اندھیری
رات میں تیری زیارت کو آئے اور تجھ سوتے کو جگائے تو اسکا مطلب سوائے اسکے کیا ہوگا کہ تو
اور وہ ایک جامہ میں سوئیں خاص کر مجھ جیسی حسینہ کہ جسکے عشق میں ایک عالم دیوانہ ہو رہا ہو تیرے پاس آئے
اب آگے شرح و بسط کے ساتھ حال نہ پوچھ اس اپنی فتوح کو صبح تک غنیمت جان۔ جی سیہ نے کہا کہ
اے راجہ کی بیٹی مجھے سوا اپنی منکوحہ حلال عورت کے کسی عورت نامحرم کے ساتھ مخالطت کی
مجال نہیں ہے۔ مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکتا میں برہمن جوگی پرہیزگار ہوں۔ ایسا نالائق کام
بزرگوں کے لائق نہیں ہوتا۔ اس گناہ میں خدا کے واسطے مجھے مبتلا نہ کر۔ ہر چند جانکی نے منت سماجت
کی مگر اُسنے اُسپر التفات نہ کی جب جانکی نا اُمید ہوئی تو اُسنے یہ ارادہ کیا کہ جی سیہ کو ہلاک کروں
اور خود جل کر مر جاؤں۔ وہ اپنے گھر چلی گئی۔ اور دوسرے روز اٹھوائی کھٹوائی لے
پڑی رہی بھائی بغیر بہن کے منہ دیکھے کھانا نہیں کھاتا تھا جب بہن اپنے وقت پر نہ آئی تو وہ
بہن کے دیکھنے کو اُسکے گھر گیا تو اُسکا چہرہ متغیر پایا۔ حال پوچھا جانکی نے کہا کہ جس احمق ہندی
نے مجھے آپکی مجلس میں دیکھا تھا وہ کل رات میرے حرم سرا میں آیا اور اُسنے ارادہ کیا کہ میرے
دامن عصمت کو گرد عصیاں سے آلودہ کرے۔ یہ سنکر درویش کے سینہ میں غصہ کے مارے آگ لگ گئی
اُسنے بہن سے کہا کہ وہ ہمارا مہمان ہے اور جوگی برہمن ہے اور ہم سے استعانت چاہتا ہے ایک ہزار

جنگلی آدمی انکے ساتھ ہیں اگر اسکو ظاہر مارینگے تو ہمارے آدمی بھی مارے جاینگے اسلیے بہتر ہوگا اسکو حکمت سے ماریں تو اچھا ہو اور کھانا کھا۔ پس درو ہر گھر میں آیا اور اُسنے دو سلاحداروں کو حکم دیا کہ میں ہر دن چڑھے جو سیہ کو بلاونگا اور تناول طعام کے بعد خلوت میں اُسے شطرنج کھیلونگا جسوقت میں کہوں کہ شاہ مات ہوا تو تم جو سیہ کو قتل کر ڈالنا۔ راجہ درو ہر راو کی خدمت گاروں میں ایک سندی آدمی بھی تھا جب اُسکو یہ خبر ہوئی تو جو سیہ کو اس سازش سے مطلع کیا جو سیہ نے اپنے دو جانداروں سے کہدیا کہ میں درو ہر کے ہاں جب کھانا کھانے جاوں تو تم مسلح میرے ساتھ رہنا اگر وہاں تم دیکھو کہ کوئی مجھپر وار کرتا ہے تو تم بھی ہوشیار رہنا غرض جو سیہ اسی طرح درو ہر کے ہاں گیا اور شطرنج کی بازی کھیلا۔ درو ہر نے سر اُٹھایا تو دیکھا کہ جو سیہ کے دو سپاہی سر پر مسلح کھڑے ہیں تو پشیمان ہو کر یہ کہنے لگا کہ بادشاہ مات نہیں ہوا مجھکو مارنا نہیں چاہیئے۔ جو سیہ وہان سے اپنے گھر آیا اور درو ہر کے مع اپنے رفقا کے درو ہر کی اجازت لیئے بغیر کشمیر میں پہونچا۔ جو جالندہر کی سرحد پر تھا اور اُسکے راجا کا نام طہر تھا جب تک یہیں وہ مقیم رہا کہ عمر عبد العزیز کی خلافت میں جمہر بن سلم خلیفہ کے حکم سے یہاں آیا اور اس ولایت کو اُسنے فتح کیا +

جو سیہ مردانگی اور فرزانگی میں اپنا نظیر نہیں رکھتا تھا اسکی ولادت کی داستان اسطرح بیان کرتے ہیں کہ راجہ داہر شکار کو گیا تھا کہ ایک شیر نظر آیا۔ داہر گھوڑے سے اُتر کر پیادہ پا اُسکے مقابل ہوا اور اپنے ہاتھ پر چادر کو لپیٹ کر شیر کے منہ میں دیدی اور تلوار سے پہلے اُسکے دونوں بازوؤں قلم کیے اور پھر کو جیسے ڈالا جو لوگ اس واقعہ کو دیکھ کر ہول سے بھاگے وہ رانی پاس پہونچے اور اُسکو خبر کی کہ راجہ شیر سے لڑ رہا ہے۔ رانی حاملہ تھی جب اُسکو یہ خبر ہوئی تو اپنے خاوند کی غایت محبت کے سبب بیہوش ہو گئی اور اُسکی جان ہول کے مارے نکل گئی۔ داہر جب شکار سے گھر میں آیا تو رانی کو مردہ پایا۔ مگر پیٹ میں بچہ زندہ پھرتا نظر آیا رانی کا پیٹ چیر کر اُسے نکال لیا اسلیے جو سیہ اُسکا نام رکھا جسکے معنی عربی میں المظفر الا سعد اور پارسی میں شیر فیروز ہے (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا نام جو سنگہ ہوگا جسکو عربی کتابوں میں جو سیہ لکھا ہے)

جب لوہر کے منعہ رو باشندے مطیع ہو گئے اور اس دار الملک پر پورا استیلا ہو گیا تو محمد قاسم نے راج

بن اسد کو یہاں حاکم اور شرعی کے لیے موسی بن یعقوب کو قاضی مقرر کیا۔ اور انکو حکم دیدیا کہ جہانتک ہو سکے رعیت پروری اور عدالت گستری کریں اور امر بمعروف اور منکر پر نہی کرتے رہیں انکو اختیار مطلق دیکر وہ منزل بمنزل ہوا اور دریائے بیاس کی جنوبی کنارہ پر بابیہ میں پہنچا +

بابیہ ایک پرانا قلعہ تھا اور یہاں کا رئیس ککسہ بن چندر بن سیلائج راجہ داہر کا چچا زادہ تھا وہ داہر کے ساتھہ لڑائی میں شریک تھا اور نہایت خستہ و شکستہ ہوکر اس قلعہ میں آکر پناہ گیر ہوا تھا۔ اور یہیں کی سکونت اختیار کر لی تھی جب لشکر اسلام سر پر آیا تو امرا و رؤسا و نذریں لے لے کر دوڑے محمد قاسم نے انکے حال پر کمال التفات کی اور خلعت فاخرہ انکو عنایت کیے۔ اور ان سے پوچھا کہ یہ ککسہ کیا خاندان الور میں سے ہے جسکا ہر ایک کن حکیم عاقل و امین و راست کار ہے اگر ککسہ میرے پاس آ جائے تو میں اسکو اپنا وزیر مقرر کر دوں۔ ککسہ ہند میں بڑا عالم و حکیم تھا وہ محمد قاسم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ محمد قاسم نے اسکو ہمیشہ اپنے تخت کے آگے بٹھاتا اور اس سے مشورہ لیتا۔ اسکو تمام سپہداروں اور لشکر کا پیشوا بنایا۔ اموال نواحی کی تحصیل اسکو سپرد کی خزانہ کی کنجیاں اور اپنی مہر اسکو حوالہ کی۔ غرض وہ سب کاموں میں محمد قاسم کا مشیر تھا۔ اسلیے اسکا نام مبارک مشیر مشہور تھا +

جب ککسہ کے ساتھہ معاملات یوں طے ہوئے تو محمد قاسم قلعہ کو چھوڑ کر دریائے بیاس کے پار گیا اور حصار اسکلندہ پر پہنچا۔ اہل حصار عرب کے لشکر سے لڑنے کے لیے باہر آئے۔ واح بن عمر القیسی و ککسہ لشکر کے پیش رو تھے۔ ایسی سخت لڑائی آن پڑی کہ طرفین سے خون کے نالے بہنے لگے صبح کی نماز کے وقت اہل عرب اللہ اکبر کا نعرہ مارکر حملہ آور ہوئے تو دشمن پسپا ہوکر قلعہ کے اندر گھس گئے پھر لشکر عرب نے حصار پر تیروں کا مینہ برسادیا منجنیقوں سے دیواروں پر پتھروں کی بوچھار لگادی یہ جنگ سات روز تک اسطرح جاری رہی۔ امیر ملتان کا بھتیجا یہاں سردار تھا اس نے مسلمانوں کو بھی ایسے حیلے کیے کہ کھانے پینے کی تنگی ہونے لگی مگر آخر کار رات کو اسکلندہ کا راجہ بھاگ کر سکہ میں چلا گیا۔ سکہ ایک بہت بڑا قلعہ دریائے راوی کے جنوب میں ہے۔ بجہرہ یہاں کا راجہ تھا۔ راجہ سکہ چلا گیا تو رعایا و کاریگروں و اہل تجارت نے پیغام محمد قاسم پاس بھیجا کہ ہمارا والی چلا گیا اب آپ ہمکو امان

والی ہیں۔ اور ہم آپ کی رعیت ہیں۔ محمد قاسم نے اہل تجارت و اہل زراعت و اہل صنعت کو امان دی
مگر قلعہ میں آنکر چار ہزار ہتیار بند سپاہیونکو قتل کیا اور اُنکے اہل وعیال کو بردہ بنایا۔ اور قلعہ کا حاکم
عتبہ بن سلمہ تمیمی کو مقرر کیا۔ اور آپ مع لشکر کے سکہ ملتان کی طرف متوجہ ہوا جب حصار کے سامنے
لشکر عرب آیا تو اہل حصار باہر نکل کر لڑنے لگے۔ سترہ روز تک ہنگامہ کارزار خوب گرم رہا محمد قاسم کے
بچیس دوست اِس لڑائی میں شہید ہوئے اور لشکر شام میں سے دو سو پندرہ آدمی مارے گئے۔ بجہرہ دریا
راوی عبور کرکے ملتان چلا گیا۔ محمد قاسم نے اپنے یاروں کے مارے جانے کے سبب سے قسم کھائی تھی کہ
میں اس قلعہ کی اینٹ سے اینٹ بجاؤنگا اور سارا منہدم کراؤنگا۔ اُسنے حکم دیدیا کہ سارے شہر کو برباد کردیں
اور وہ خود شہر کے نیچے جو گھاٹ تھا اُترکر ملتان پہنچا۔ بجہرہ لڑنے کے لئے سامنے ہوا۔ گھاٹ پر دشمنوں
سے لڑائی صبح سے شام تک رہی جب رات ہوئی تو دونو لشکر اپنے قیام گاہ میں چلے گئے۔ دوسرے روز
پھر صبح کو ہنگامہ جنگ گرم ہوا طرفین سے بہت آدمی کشتہ ہوئے اور اسی طرح یہ لڑائی دو مہینے تک قائم
رہی حصار کے اوپر سے تیر اور منجنیقوں سے پتھر آتے رہے جس سے لشکر اسلام میں غلہ نہایت گراں ہوگیا
یہانتک کہ گدھے کی سری پانچ سو درم کو فروخت ہوتی تھی۔ راجہ گور سیلہ بیر جند بجہرے بھائی داہر نے
دیکھا کہ لشکر عرب ایسا مستقل ہے کہ اُسکا دل کسی طرح مضطر نہیں ہوتا اور ہم کو کسی طرف سے مدد کی امید
نہیں اسلئے یہاں سے وہ کافور ہوا اور راجہ کشمیر پاس چلا گیا۔ دوسرے روز پھر لشکر عرب سے لڑائی ہوئی اہل عرب
کو کوئی جگہ ایسی نہیں ملتی تھی کہ نقب لگائیں حصار میں سے ایک شخص آیا اور امان چاہی محمد قاسم نے
اُسے امان دی۔ اُسنے دریا کے شمالی جانب میں سرنگ لگانے کی جگہ بتلادی۔ وہاں سرنگ کھودنے سے
دو تین دن میں حصار کی دیوار گر پڑی اور حصار فتح ہوگیا چھ ہزار جنگی سپاہیوں کو قتل کیا اور اُن کے
اہل وعیال کو لونڈی غلام بنایا۔ اہل تجارت و زراعت و صنعت کو امان دی۔ محمد قاسم نے یہ کہا
کہ خلیفہ کے خزانہ میں غنیمت بھیجنی چاہیئے مگر اِس قلعہ کی فتح میں سپاہیوں نے بڑی مدت تک طرح
طرح کی آفتیں سہی ہیں مصیبتیں اُٹھائی ہیں اور جانیں لڑائی   اور کھپائی ہیں اسلئے مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ ساری غنیمت سپاہیوں میں تقسیم ہو +
تمام اکابر اور اعیان شہر جمع ہوئے اور ساٹھ ہزار درم وزنیں چاندی تقسیم ہوئی ہر سوار کے

حصہ میں چاندی چارسو درم وزن میں آئی۔ محمد قاسم نے کہا کہ اب دارالخلافہ کے خزانہ کے لئے بھی مال
کے حاصل کرنے کی کوئی تدبیر سوچنی چاہئے۔ وہ اس معاملہ میں متفکر تھا کہ ناگاہ ایک برہمن آیا اور آکے
کہا کہ اب ہندوؤں کا خاتمہ ہوا۔ اسلام کا نور سارے عالم میں چمکا۔ بتکدے مسمار ہوکے مساجد و منابر
تعمیر ہوئے۔ میں نے ملتان کے بزرگوں سے یوں سنا ہے کہ پہلے زمانہ میں اس شہر میں اے کشمیر کی اولاد
میں سے جسوبن نامی راجہ تھا اور وہ برہمن اور جوگی تھا اور اپنے مذہب کا بڑا پکا تھا اور رات دن بتوں
کی پوجا میں لگا رہتا تھا جب اس کے خزانہ میں بے شمار روپیہ جمع ہوگیا تو اسنے ملتان کی مشرقی
سمت میں ایک حوض سو گز سے سو گز بنوایا اور اسکے گرداگرد درخت لگوائے اور بیچ بیچ میں ایک بتکدہ
پچاس گز سے پچاس گز تعمیر کرایا اور اس میں ایک بت زر سرخ کا بنوا کر رکھا اور چالیس دیگیں تین سو
تیس من سونے کے ٹکڑوں سے بھر کر انکے نیچے دفن کیں۔ محمد قاسم یہ سن کر مع اپنے خواص و رفقا کے
اٹھ کھڑا ہوا اور اس بتکدہ میں گیا۔ وہاں ایک سونے کا بت دیکھا جسکی آنکھیں یاقوت سرخ کی تھیں
محمد قاسم نے یہ جانکر کہ شاید وہ آدمی ہو میان سے تلوار اسکے مارنے کے لئے کھینچی کہ اس برہمن نے کہا
کہ اے امیر عادل یہ تو وہی بت ہے جسکو راجہ جسوبن نے تیار کیا تھا اور اس کے نیچے سونا دفن کیا
تھا۔ محمد قاسم نے اس بت کو اٹھوا کر تلوایا تو اسکے سونے کا وزن دو سو تیس من نکلا۔ اور پھر
چالیس دیگیں سونے کی بھری ہوئی نکالیں تو تیرہ ہزار دو سو من ان میں سونا نکلا۔ اس سونے اور بت کو
خزانہ میں داخل کیا اور اسکے ساتھ مروارید اور جواہر بھی کہ شہر ملتان کی غنیمت میں آئے تھے شامل
کئے۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ جس روز بتخانہ کے سونے پر قبضہ ہوا تھا اسی روز حجاج کا خط اس مضمون
کا آیا کہ اے ابن عم جس روز تجھکو لشکر دیکر روانہ کیا تھا تو میں اسکا ضامن ہوا تھا کہ اس لشکر کشی اور
مہم میں جتنا روپیہ خرچ ہوگا اتنا روپیہ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے خزانہ میں داخل کرونگا۔ اب اس
روپیہ کا ادا کرنا مجھ پر واجب ہے آج کی تاریخ تک مفصل و مجمل حساب سے معلوم ہوا ہے کہ ساٹھ ہزار درم
وزن نقرہ تیرے خرچ میں آچکا ہے اور ساری غنیمت نقود و اجناس و اقمشہ ایک لاکھ بیس ہزار
درم وزن نقرہ پہونچ چکی ہیں۔ تم کو چاہئے کہ جہاں کوئی مشہور قصبہ یا شہر ہو وہاں مساجد و منابر
تعمیر کراؤ اور خلافت کے نام کا خطبہ پڑھواؤ اور سکہ جاری کراؤ۔ اب تک تم کو اپنے اقبال اور

نصیب ہو گی بہادری اور لشکر کشی سے جو کچھ حاصل ہوا ہے اس سے یہ توقع ہوتی ہے کہ آئندہ بھی جس طرف جاؤ گے فتح تمہارے آگے آئے گی +

تمام روساء و شرفاء شہر سے محمد قاسم نے عہد و پیمان کا فیصلہ کر لیا پھر یہاں ایک عظیم مسجد تعمیر کرائی جسکے مینار بڑے بلند تھے امیر داؤد بن نصر بن ولید عمانی کو امیر ملتان مقرر کیا خزیمہ بن عبد الملک بن تمیم کو دریائے جہلم کے کنارہ پر قلعہ بر بھمپور میں اور عکرمہ بن ریحان شامی کو سواد ملتان میں اور احمد بن حزیمہ بن عتبہ مدنی کو حصار ابجتہا در اور کرور میں حاکم مقرر کیا کشتیوں میں خزانہ لادکر دیبل میں بھیجا کہ وہاں سے وہ دار الخلافہ کے خزانہ میں پہنچایا جائے اور وہ خود ملتان میں ٹھیرا اب پچاس ہزار سوار کے لشکر پر وہ حکمران تھا +

محمد قاسم نے ابو حکیم شیبانی کے ساتھ دس ہزار سوار ہمراہ کرکے قنوج روانہ کیا تاکہ وہ خلیفہ کے اس حکم عام سے یہاں کے راجہ کو مطلع کردے کہ کیا وہ اسلام قبول کرے یا جزیہ دینا منظور کرکے عہد و پیمان کرلے۔ اور وہ خود لشکر لیکر کشمیر کی حد کی طرف روانہ ہوا جسکو پنج ماہیات کہتے ہیں یہاں سرحد پر پہونچکر وہ درخت صنوبر و بید کے دیکھے جو راجہ چچ نے یہاں اپنی سرحد پر لگائے تھے اب اس نے پھر اس حد کی تجدید کی اور سرحد کے نشانوں کو از سر نو جگا دیا اسوقت قنوج میں راجہ ہری چند بن راجہ جیچند راج کرتا تھا۔ ابو حکیم شیبانی جب ادھاپر میں پہونچا تو اُسنے زید بن عمرو الکلابی کو سفیر بنا کے راجہ قنوج پاس بھیجا کہ وہ خلیفہ کے حکم (اسکا ذکر اوپر ہو چکا ہی) سے راجہ کو مطلع کر دے اور اُس سے کہدے کہ سمندر سے لیکر کشمیر کی حد تک جتنے راجہ و فرماں روا ہیں وہ سب اسلام کے مطیع اور امیر عماد الدین محمد قاسم لشکر کش عرب کے محکوم ہیں اور وہ خراج دیتے ہیں اور بعض مسلمان ہو گئے ہیں +

جب سفیر نے راجہ ہری چند کو ان باتوں پر مطلع کیا تو اُسنے یہ جواب دیا کہ اس ملک میں سولہ سو برس سے ہمارا راج چلا آتا ہی اس عرصہ میں کسی مخالف کا یہ حوصلہ نہیں ہوا کہ ہماری سرحد پر قدم تو رکھ سکے یا کسی طرح کی دست درازی کرسکے یا ہم سے مخاصمت کرے ہم تمہارے باطل خیالات اور محال مقالات سے بھلا کب کچھ اندیشہ کرتے ہیں اگرچہ پیام آوروں کو مقید کرنا جائز نہیں ہے مگر تیرے قیل و قال دعوی محال ایسے ہیں کہ تیرا قید کرنا جائز ہے جس سے اور مخالفین کو عبرت ہو

باشندگان ملتان سے محمد قاسم کا عہد و پیمان +

ابو حکیم کو دس ہزار سوار کے ساتھ قنوج روانہ کرنا

اب تو اسلئے بانوئے امیر پاس چلا جاؤ اور اُس سے کہدے کہ تم ہمارے سامنے آؤ تاکہ طرفین کی محبت کے جوہر کھل جائیں اور حقیقتیں تل جائیں کہ کسکا پلڑا بھاری ہو اُسکا رعب کس پر چھاتا ہی کس کی ہیبت کس پر طاری ہوتی ہے اس وقت ہماری تمہاری صلح و جنگ کا فیصلہ ہوگا۔ محمد قاسم پاس جب سفیر یہ پیغام لایا تو اُسنے اپنے سب اکابر اور اعیان و امراء و سپہدار و شجاع جمع کئے اور انسی یوں مخاطب ہوا کہ اب تک خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے اسلام کو فتح و نصرت نصیب کی ہے سارے راجاؤں کو شکست دی ہے۔ راجہ قنوج سے جسکو اپنے لشکر اور ہاتھیوں پر بڑا گھمنڈ ہے ہم لڑینگے تو انشاء اللہ قوت الٰہی سے فتح پائینگے۔ محمد قاسم کی اس بات کو سب اہل مجلس نے تسلیم کیا اور لڑنے کی تیاریاں کرنے لگے +

یہاں لڑائی کے لئے یہ سرگرمیاں اور تیاریاں ہو رہی تھیں وہاں پردہ غیب سے اور ہی گل کھلا کہ صبح کے وقت ایک سانڈنی سوار خلیفہ کا پروانہ لایا۔ جسکی روایت محمد بن علی ابوالحسن یہ بیان کرتے ہیں کہ جب راجہ داہر مارا گیا تھا تو اسکے محل میں دو دوشیزہ دختر اسکی اسیر ہوئی تھیں محمد قاسم نے اُن کو بغداد حبشی خادموں کی حراست میں خلیفہ پاس بھیجدیا خلیفہ نے اپنی حرم سرا میں داخل کیا کہ وہاں سفر کی تکان و ماندگی سے آسودہ ہوں۔ کچھ مدت کے بعد خلیفہ کو یہ دونو لڑکیاں یاد آئیں شب کو انھیں بلایا اور ترجمان کو حکم دیا کہ اُنسے وہ پوچھے کہ بڑی کونسی ہے اور چھوٹی کونسی بڑی ٹھیرے تاکہ چھوٹی چلی جاوے وہ کسی اور شب کو بلائی جاوے گی۔ ترجمان نے اُنسے نام پوچھا بڑی نے کہا کہ میرا نام سوریا دیوی ہے اور چھوٹی نے کہا کہ میرا نام پرمل دیوی ہے۔ بڑی کو خلیفہ نے اپنے پاس بلالیا چھوٹی کو رخصت کیا۔ سوریا دیوی کے چہرہ پر سے جب خلیفہ نے نقاب اُٹھایا تو وہ حسن و جمال کا جلوہ نظر آیا کہ دل بے اختیار اُس پر عاشق زار ہوگیا جب وصل کا وقت قریب آیا تو سوریا دیوی بولی کہ میں اپنی بدنصیبی سے حضور کے قابل نہیں ہی محمد قاسم نے تین روز تک میری بہار لوٹی ہے اور دست تصرف دراز کیا ہی جب یہاں بھیجا ہی آپ کے ہاں بھی دستور ہوگا۔ بادشاہوں کو ایسا فضیحت ہونا زیبا نہیں خلیفہ عشق میں دیوانہ ہوکر از خود رفتہ ہو ہی رہا تھا کہ یہ باتیں سُننے ہی قلم دوات کاغذ منگا اپنے ہاتھ سے یہ پروانہ دستخطی لکھا کہ محمد قاسم جہاں ہو وہ اپنے تئیں

گائے کی کچی کھال میں بند کر کے یہاں اپنے تئیں پہنچائے۔ محمد قاسم اودہاپور میں تھا کہ یہ حکم
اُس پاس پہونچا۔ اُسنے پروانہ پڑھ کر کہا کہ حکم کی تعمیل ہو۔ وہ زندہ چرم خام میں سیا گیا اور
صندوق میں بند کیا گیا۔ صندوق خلیفہ ولید کے حضور میں لایا گیا تو اُسنے پوچھا کہ محمد قاسم زندہ ہے
یا مُردہ۔ اُسے جواب دیا گیا کہ حسب الحکم جب محمد قاسم چرم خام میں بند کیا گیا تو وہ دوسرے روز مر گیا مگر
ملک سندھ میں اُسکے مرنے سے کچھ خرابی نہیں ہوئی۔ ملوک و امرا اپنے اپنے علاقوں کا انتظام بخوبی رکھتے
ہیں اور منصبدار اپنے کاموں کو بڑی تن دہی سے انجام دیتے ہیں خلیفہ کے نام کا خطبہ بدستور
پڑھا جاتا ہے۔ خلیفہ نے صندوق کو کھلوایا اور اُن لڑکیوں کو بلایا خلیفہ کے ہاتھ میں ایک سبز شاخ
حنا کی تھی وہ محمد قاسم کے دانتوں کو لگا کے یہ کہا کہ اے لڑکیو تم نے دیکھا کہ ہمارا حکم ہمارے گماشتوں کا
کیسا نافذ ہے کہ جسدم محمد قاسم پاس ہمارا حکم پہنچا اُسی دم اُسنے ہمارے فرمان پر اپنی جان قربان
کر دی۔ دونو لڑکیاں لاش کو خوشی خوشی دیکھتی تھیں اور پہچانتی تھیں کہ وہ ہی محمد قاسم ہے خلیفہ کو
ماتھا ٹیک کر اور ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر دعائیں دیتی تھیں کہ وہ ہمیشہ جیتا رہے۔ خلیفہ کو دعائیں دیتے
دیتے یہ کہنے لگیں کہ بادشاہ عادل پر لازم ہے کہ وہ خطرناک کاموں کو بہت سوچ سمجھ کر کیا کرے اور اپنی دوربینی
کو اسمیں کام میں لایا کرے۔ دوست دشمن سے جو بات سُنے اُسمیں امتحان اور تحقیق کے بعد عدل کے موافق
حکم دیا کرے۔ دنیا میں بہت سے آباد اور ویران خراب آدمی بہت ہیں۔ راستی کم یاب عنقا ناراستی فراواں
ہے جب خلیفہ نے اِن فقروں کا مطلب اُنسے پوچھا تو اُنھوں نے صاف صاف بیان کیا کہ محمد قاسم
بالکل بے گناہ تھا وہ ہمارے باپ اور بھائی کی جگہ تھا اُسنے ہمکو اُنگلی بھی اپنی نہیں لگائی ہم نے
انتقام لینے کے لئے یہ تہمت اُسکے ذمہ لگائی تھی۔ اُسنے ہمارے باپ کو مارا ہمارے خاندان کی
دولت حکومت عزت خاک میں ملائی ہمکو بے خانماں کر کے جلا وطن کیا۔ رانی سے لونڈی بنایا۔
پس اب ہماری مرادیں پوری ہوئیں اگر محمد قاسم میں عقل ہوتی تو یہاں آتا اور ایک روز رہتا پھر
چرم خام میں کھچواتا تو زندہ رہتا اور یقینی خلاص ہوتا۔ مگر اس احمق کی یوں جان جانی تھی اور
خلیفہ کے انصاف پر بھی یہ بٹا لگنا تھا کہ دو لونڈیوں کے کہنے میں آ کر اس بے گناہ جوانمرد کو مار ڈالا جسنے
ہندوستان کے راجاؤں کو معزول کر کے اُسکی سلطنت کا سکہ جمایا۔ لاکھ لونڈیاں اُسکی خدمت میں بھیجیں

مندروںکو مسمار کرکے مسجدیں بنوائیں انہیں خطبہ اُنکے نام کا پڑھوایا۔ خلیفہ نے جب یہ باتیں سنیں تو نہ پوچھو کہ ندامت کے مارے اُسپر کیا گذری کاٹو تو بدن میں خون نہ تھا سناٹے کے عالم میں تھا ایک گھنٹہ تک بیہوش رہا جب ہوش میں آیا تو یہ حکم دیا کہ اِن لڑکیوں کو گھوڑوں کی دُموں میں باندھ کے شہر میں تشہیر کرکے رود دجلہ میں پھینک دیں بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم دیا کہ زندہ دیوار میں چنوا دیں +

محمد قاسم دمشق میں دفن ہوا۔ اُسکی وفات کا افسانہ جیسا اوپر لکھا ہے وہ چچ نامہ اور معصومی کی تاریخ سے نقل کیا گیا ہے مگر فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ خلیفہ ولید حجاج کے بعد جمادی الاول میں اس دنیا سے رحلت کر گیا سلیمان خلیفہ ہوا جسکے حکم سے محمد قاسم معزول ہو کر بلایا گیا قید ہوا پاؤں میں بیڑیاں پڑیں شکنجہ میں کھینچا گیا۔ غرض یہانتک اُسکو اذیتیں پہنچائی گئیں کہ جان نکل گئی وہ کُل سوا تین برس ہندوستان میں رہا۔ محمد قاسم کے اِسطرح مار ڈالنے سے خلیفہ کو اپنے دوستوںکو اعلیٰ عہدوں پر سرافراز کرنے کا موقع ملا۔ افسانہ وفات سب سے اول چچ نامہ میں لکھا گیا ہے۔ فتوح البلدان کا بیان زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ محمد قاسم کے دونو مربی حجاج اور ولید مر گئے سلیمان جو حجاج سے عداوت قلبی رکھتا تھا خلیفہ ہو گیا تھا اُس نے محمد قاسم کو شکنجہ میں کسوائی مار ڈالا۔ بعض انگریز مورخ محمد قاسم کی وفات پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ گائے کی کھال میں سلوانے کی تعزیر اہل تاتار کے ہاں مروج تھی۔ اہل عرب کا یہ دستور نہ تھا۔ مگر پھر انگریزی مورخ ہی اسکا جواب دیتے ہیں کہ عرب کی تاریخ میں ایک مثال اس زمانہ سے پہلے کی موجود ہے کہ حجاج نے حاکم مصر کو گدھے کی کھال میں سلوا کر دونو کو جلوایا تھا۔ غرض گائے کی آمد و خرد و فت سے کچھ کام نہیں ہے اسمیں کچھ شبہ کرنے کی جگہ نہیں ہے کہ خلیفہ سلیمان نے موسیٰ سے بھی جسنے سپین کو فتح کیا تھا محمد قاسم ہی کا سا سلوک کیا تھا۔ محمد قاسم ایسا ہر دل عزیز تھا کہ جب وہ واپس بلایا گیا ہے تو اہل ہند اُسکے لئے روتے تھے اور کیرج میں اُسکا بُت بنا کر پوجنے کو رکھا +

خلیفہ ہفتم سلیمان نے محمد قاسم کی جگہہ یزید مقرر کیا۔ وہ یہاں سندھ میں آیا مگر صرف اٹھارہ روز زندہ رہا۔ ہند کے راجاؤں نے سرکشی اختیار کی تھی۔ داہر کے بیٹے جو جسینہ نے برہمن آباد پر قبضہ کر لیا۔ سندھ کے مورخ کہتے ہیں کہ محمد قاسم کے جانے سے دو برس کے اندر بہت سا ملک محمد قاسم کا فتح کیا ہوا

ابن شیل نے مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ دریاے سندھ کے کنارہ پر جب مقیم ہوا اُسنے ایک قوم کو جو برسر مقابلہ آئی ایسی شکست دی کہ الور کے باشندے اُسکے مطیع ہوگئے۔ عامر بن عبد اللہ کو لکھا ہے کہ اسکی خلافت میں وہ سندھ کا حاکم رہا +

خلیفہ سلیمان ۹۹ھ کو دنیا سے رخصت ہوا اور عمر بن عبد العزیز اسکا جانشین ہوا۔ اس نے ہندوستان کے سلاطین و امیر کو خطوط اس مضمون کے لکھے کہ تم اسلام قبول کرو تا کہ تم کو سارے حقوق مثل مسلمانوں کے حاصل ہو جائیں۔ تم ہمارے ساتھ اتحاد و وداد کا عہد و پیمان کرلو ہم تمہارے سب طرح محافظ رہینگے۔ ان امرا و شہزادوں نے ان اقراروں کو اور مسلمانوں کے عقیدہ و عقائد و خصائل کو سنا۔ داہر کا بیٹا جے سیہ اور اور امیرزادے مسلمان ہوگئے اور انھوں نے اپنے ہندی ناموں کو بدل کر عربی نام رکھے۔ یہاں کی سرحد پر نائب خلیفہ عمر بن مسلم البحالی مقرر ہوا +

عمر بن عبد العزیز ۹۹-۱۰۱ھ

یزید بن عبد الملک کے زمانہ میں سندھ میں المہلب کے بیٹے بھاگ کر چلے آئے اُنکے تعاقب میں خلیفہ نے بلال بن الاحوز التمیمی کو بھیجا۔ اُسنے قندابیل میں مہلب کے بیٹے مدرک کو مار ڈالا اور اُسنے مہلب کے اور چار بیٹوں کو اور معاویہ بن یزید کو بھی ٹھکانے لگا دیا۔ گو مہلب کے خاندان یوں تباہ ہوا مگر پھر یزید مہلبی پچاس برس افریقیہ میں فرمانروا مقرر رہا اور اُسکا بیٹا داؤد سندھ میں حاکم مقرر ہوا +

یزید بن عبد الملک ۱۰۱-۱۰۵ھ

ہند کی سرحد پر بجائے عمرو کے جنید بن عبد الرحمن المری حاکم مقرر ہوا۔ اسکو عمر حاکم عراق نے مقرر کیا تھا مگر خلیفہ ہشام نے بھی اسکو برقرار رکھا۔ دیبل میں جنید گیا اور یہاں سے مہران کے کنارہ پر پہنچا مگر جے سیہ داہر کے بیٹے نے اسکو عبور کرنے سے روکا اور اُس نے یہ کہلا بھیجا کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں اور خلیفہ کی طرف سے میں یہاں کا حاکم مقرر ہوا ہوں اور ایک عمدہ آدمی نے مجھے یہاں مستقل کیا ہے مگر مجھے تجھ پر کچھ اعتماد نہیں ہے۔ ان دونوں کے آپس میں قول و قرار ہوگئے اور جے سیہ پر جو زر مال گزاری واجب الادا تھا وہ اُسنے ادا کردیا۔ پھر دونوں نے اپنے عہد و پیمان کی اسناد دیدی تو جے سیہ اپنے عہد سے پھر گیا اور لڑنے کی تیاری کی۔ بعض کہتے ہیں کہ جنید نے جنگ کی۔ جے سیہ نے لڑائی کے لیے پیش قدمی نہیں کی۔ بلکہ جنید نے کی۔ جے سیہ نے فوجوں کو جمع کیا اور جہازوں کو لڑائی کے لیے تیار کیا۔ جنید بھی جہاز لیکر لڑنے کو تیار ہوا۔ شہر شرقی میں بھی

لڑائی ہوئی جسکے جہاز سب برباد ہوئے وہ قید ہوا اور پھر قتل۔ اُسکا بھائی سہ عراق اسلیے گیا کہ وہاں جاکر جنید کی دغابازی کی شکایت کرے مگر جنید نے اپنے جھوٹے وعدوں سے بہلایا اور اُسکو بھی دغا سے مار ڈالا۔ پھر جنید نے کیرج پر حملہ کیا یہاں کے آدمیوں نے بغاوت اختیار کی تھی۔ اُسنے منجنیقوں سے کیرج کی فصیل کے ٹکڑے اڑا دیے اور حملہ کرکے شہر کو لے لیا۔ پھر اُسنے اپنے افسر مارند، منڈل، دھنج، بروج میں بھیجا۔ جنید کا یہ قول تھا کہ شجاعت سے مرنا توکل کرکے جینے سے بہتر ہے اُسنے اُجین پر لشکر کشی کی۔ مالوہ کے ملک میں ایک میر لشکر روانہ کیا۔ انہیں نے حملے کیے اور بہرہ مد کی نواح کو جلا دیا۔ جنید نے گجرات اور بیلمان کو بھی فتح کرلیا۔ بحر و بر میں اُسنے اپنی فتوح سے بہت غنیمت اور دولت حاصل کی +

۱۱۱ھ میں جنید کی جگہ تمیم بن زید العتبی مقرر ہوا جسکو پہلے سند میں حجاج نے بھی بھیجا تھا۔ لیکن اسکے دماغ اور جسم دونو ضعیف تھے۔ وہ دیبل کے قریب شر آب عیش میں مر گیا۔ اس عیش آب کی وجہ تسمیہ یہ بیان کیجاتی کہ سوروں سے بھینس وغیرہ کر اس پانی میں جھپٹی تھیں۔ تمیم ایک بڑا فیاض عرب تھا۔ اُسنے ایک کروڑ اسی لاکھ تاتاری درہم جو خزانہ سندھ میں تھی خرچ کر ڈالے۔ تمیم کے عہد میں بہت سے مسلمانوں نے ہند کے مختلف حصوں کو خالی کردیا اور پھر اس زمانہ کے بعد وہاں آن کر ایسے نہیں آباد ہوئے جیسے کہ پہلے آباد ہوئے تھے تمیم کی جگہ حکیم بن عوانہ الکلبی مقرر ہوا۔ اسکے سوار اور ہندوں نے پھر بت پرستی شروع کردی تھی مسلمانوں کے لیے کوئی پناہ کی جگہ نہ تھی۔ سو اُسنے ایک شہر نہر کے مشرقی کنارہ پر آباد کیا اور اُسکا نام المحفوظہ رکھا اور وہاں رہنا شروع کیا۔

حکیم کے ہمراہ عمر بن محمد بن قاسم تھا حکیم نے اس اپنے ہمراہی کو بزرگ کاموں کا اہتمام سپرد کیا اور المحفوظہ سے باہر لشکر کشی کے لیے روانہ کیا اُسنے فتوح حاصل کیں اور امیر کا خطاب اُس کو ملا۔ اُسنے نہر کے اس طرف ایک شہر آباد کیا اور اُسکا نام المنصورہ رکھا جسمیں پیچھے حاکم رہنے لگے حکیم نے دشمنوں کے ہاتھوں سے وہ سب مقامات لے لیے جو انھوں نے فتح کر لیے تھے۔ اور اُسنے سارے ملک کو راضی و خوش کردیا جسپر خالد نے متعجب ہو کر کہا کہ یہ بڑے حیرت کی بات ہے کہ جب میں نے اس ملک پر بڑا سخی فیاض حاکم تمیم بھیجا تو سارا ملک اس سے نفرت کرتا تھا۔ اور جب میں نے ایک نہایت خسیس کو حاکم مقرر کیا

تو سارا ملک اسکے نافرمان ہو گیا اور حکیم بھی مارا گیا۔ بعد اسکے یہاں متواتر حاکم مقرر ہوتے رہے
وہ دشمنوں کو قتل کرتے رہے اور جو کچھ انکے ہاتھ لگا اسے لیتے رہے + سرکشوں کو دبا کر مطیع
کرتے رہے کہ خاندان امویہ کا خاتمہ ہوا اور خاندان عباسیہ کا آغاز ہوا۔

خاندان عباسیہ

جب خاندان عباسیہ کو خلافت حاصل ہوئی تو ابو مسلم نے سرحد سندھ کی حکومت پر عبدالرحمٰن کو
مامور کیا۔ یہ سندھ میں طخارستان کی راہ سے آیا اور سرحد پر منصور بن جمہور سے مٹ بھیڑ ہوئی۔ یہ منصور
خاندان بنی امیہ کی طرف سے آخر حاکم یہاں کا تھا عبدالرحمٰن کی سپاہ بھاگی اور اسکو شکست فاش
ہوئی اور اس کی جان بھی گئی۔ ابو مسلم نے موسیٰ بن کعب التمیمی کو یہاں کا حاکم مقرر کیا۔ منصور کا
و موسیٰ آمنے سامنے آئے دریائے مہران انکے درمیان حائل تھا۔ دونوں فریقوں میں خوب مقابلہ ہوا منصور
لشکر دشمن کے لشکر سے بہت زیادہ تھا مگر مجبور ہو کر بھاگا اسکا بھائی منظور مارا گیا اور وہ خود بھی ریگستان بھاگ کر
پیاس کے مارے مر گیا موسیٰ نے اچھی طرح سندھ میں حکومت کی۔ شہر منصورہ کی مرمت کی اور مسجد کو وسیع
کیا۔ ساری لڑائیوں میں فتحمند رہا +

۱۴۲ھ کے قریب خلیفہ المنصور نے سندھ میں ہشام بن عمر التغلبی کو حاکم مقرر کیا۔ اسنے وہ ملک فتح کئے
جو اب تک مسلمانوں کو آگے نہیں بڑھنے دیتے تھے۔ اسنے عمرو بن جمل کو بیڑا جہازوں کا جسکو عربی میں
بوارج کہتے ہیں سپرد کر کے براوہ کے کنارہ پر بھیجا خلیفہ نے ایک اور لشکر ممالک ہند میں بھیجا جس نے
کشمیر کو فتح کیا اور بہت سے دشمنوں کو قید کیا اور غلام بنایا۔ اسنے ملتان کو بھی زیر کیا اور قندابیل میں جو
ایک گروہ عرب کا رہتا تھا اسے مغلوب کیا۔ وہ کشتیوں میں بیٹھ کر قندہار گیا اور اسکو فتح کیا۔ قندہار
سے مراد یہاں کاٹھیاواڑ ہی ہے۔ یہاں بدھ مندر کو برباد کر کے مسجد تعمیر کرائی۔ اسکے عہد حکومت میں چیزوں
کی ارزانی اور فراوانی رہی اسنے حدود سلطنت کو وسعت دی اور اپنے احکام کو نافذ کیا اور کل ملک
میں رعایا اسکے عہد میں نہایت خوشحال و فارغ البال رہی۔ ہشام کی جگہ پھر عمر بن حفص بن عثمان ہزار مرد
مقرر ہوا اور ۱۵۱ھ میں افریقیہ میں تبدیل ہو گیا جہاں ۱۵۴ھ میں وفات پائی اور اسکی جگہ یزید بن حاتم
مقرر ہوا اور اسکا بھائی روح سندھ میں ۱۵۴-۱۵۵ھ میں حاکم مقرر ہوا +

خلیفہ ہارون رشید ۱۷۰ھ - ۱۹۳ھ

اس خلیفہ کے عہد میں سندھی حاکموں کی تبدیلیاں افریقہ میں اور افریقہ سے سندھ میں ہوئیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ اپنی وسعت سلطنت پر کیسی دقیق نگاہ رکھتے تھے کہ جس حاکم کو جانتے تھے کہ وہاں خوب لڑیگا وہاں بھیجدیتے تھے - اس خلافت میں سندھ میں کئی حاکم بدلے گئے - ابو تراب یا حاجی تراب حاکم مقرر ہوا اسنے ضلع ساکوره کے نہایت مضبوط قلعہ بھرا کو فتح کر لیا اور شہر ول بگرا اور بھمبور کو اور بعض اور مقامات کو مغربی سندھ میں فتح کر لیا اوسکا مقبرہ ٹھٹھہ سے جنوب و مغرب میں ۸ میل پر موجود ہے جسکے گنبد پر ۱۷۱ھ لکھا ہے وہاں اوسکی زیارت کو لوگ جاتے ہیں +

اس خلافت میں ابو العباس بھی بہت دنوں تک سندھ میں حاکم مقرر رہا - غرض اس عہد خلافت میں ملک سندھ میں حکومت ایسی شان و شوکت کی رہی کہ شمالی ہند میں بھی راجاؤں کے دل پر اثر ہوا اور خاقان تبت کے دل میں اہل عرب کا خوف پیدا ہوا +

خلیفہ ہارون رشید کے عہد کی یہ حکایت بھی قابل لکھنے کے ہے - وہ تاریخ طبری میں لکھی ہے کہ ہارون رشید نے عرب کی راہ سے اپنا ایلچی ہندوستان کے کسی راجہ پاس بھیجا کہ میرا ارادہ خراسان میں کسی دور دراز سفر کا ہے اور میں سخت مریض ہوں آپ کی عنایت ہوگی اگر کنکا نامانک یا کوجو ہندوستان کا بڑا نامور طبیب ہے یہاں بھیجدیجے کہ وہ میرے ساتھ دورہ میں ہے جب میں بلخ میں پہنچونگا تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسکو بخیر و عافیت ہندوستان میں واپس بھیجدونگا - راجہ نے اسکی درخواست کے موافق اس طبیب کو بھیجدیا اور اسکے علاج سے خلیفہ کو تھوڑے دنوں میں ایسا آرام ہوگیا کہ وہ طلوان کے درون میں اپنا سفر کرتا ہوا منزل مقصود پر پہونچ گیا - اگرچہ خلیفہ کے جو مقاصد اس سفر سے تھے وہ پورے ہو گئے مگر طوس میں اسکو سفر آخرت پیش آیا - طبیب منکہ کی موافق وعدہ کے بلخ کی راہ سے ہندوستان میں بخیر و خوبی واپس اس نے بھیجدیا -

خلیفہ مامون رشید ۱۹۸ھ - ۲۱۸ھ

اس خلافت میں سندھ میں بشر بن داؤد اعلیٰ درجہ کا حاکم مقرر ہوا مگر اسنے خلیفہ سے بغاوت کی خراج نہیں بھیجا کھلم کھلا لڑنے کو تیار ہوا غسان بن عباد کوفی جو خلیفہ کا نہایت قریب کا رشتہ دار تھا - اور وہ سہل خراسان و سجستان و کرمان کا حاکم تھا - اس باغی کی سرکوبی کے لیے ۲۱۳ھ میں بھیجا گیا - بشر نے اپنے تئیں غسان کے حوالہ اس شرط سے سپرد

کر دیا کہ وہ اُسکو بغداد بھیجا دے۔ یہ دونو ساتھہ ساتھہ بغداد میں آئے خلیفہ نے بشر کا قصور معاف کر دیا+

غسان اسنے موسیٰ ابن یحییٰ کو سرحد کی حکومت سپرد کی۔ موسیٰ نے شاہ شرقی بالا کو مار ڈالا اگرچہ اُسنے پانچ ہزار درہم اپنی جان کی سلامتی کے لئے بھی اُسکو دئے تھے+

موسیٰ ۲۲۱ھ میں مر گیا وہ بڑا نیک نام رہا اور اپنے بیٹے عمران کو اپنا جانشین مقرر کر گیا۔ اِس خلیفہ نے عمران کو مستقل مقرر کر دیا۔ اُسنے کرکان میں سفر کیا یہاں جاٹوں کی عملداری تھی اُنکو شکست دی اور مطیع کیا۔ اور ایک شہر یہاں آباد کیا جسکا نام البیضاء رکھا۔ اور یہاں سپاہیوں کو آباد کیا۔ پھر وہ ملتان گیا۔ یہاں سے قندابیل میں پہنچا۔ یہ شہر پہاڑ پر تھا۔ اور یہاں خلیل بن محمد فرمانروا تھا عمران نے اُسے قتل کر ڈالا۔ اور وہاں کے باشندوں کو قصدار میں لے گیا پھر وہ قوم میڈ سے لڑا۔ انمیں سے تین ہزار کو قتل کیا۔ اور ایک بند باندھا جسکا نام بند میڈ رکھا۔ وہ دریاء امرور پر مقیم ہوا۔ اور یہاں جاٹوں کو طلب کیا جو حاضر ہوئے اُن کے ہاتھوں پر ایک مہر کا چھاپا لگا دیا اُنسے جزیہ لیا اور اُنکو حکم دیا کہ جب کوئی اُسکے سامنے حاضر ہو تو ایک کُتّے کو ساتھ لائے جسکے سبب سے کتے گراں قیمت ایسے ہو گئے کہ ۵۰ درہم کو ایک کتا بکتا۔ اُسنے پھر قوم میڈ پر حملہ کیا اسکے ساتھہ جاٹوں کے سردار ہمراہ تھے۔ اُسنے اُنکی نہر میں جسکے پانی کے سوا کہیں اور اُنکو پانی نہیں ملتا تھا سمندر سے ایک نہر لیجا کر ملا دی جس سے اُسکا پانی کھاری شور ہو گیا۔ اور اُسنے اور لشکر روانہ اُن کے پیچھے بھیجے۔ عمران کو عمر بن ابو العزیز الہباری کو اس سبب سے مار ڈالا کہ اہل یمن کا معاون تھا سندہ میں حکیم بن عوانہ الکلبی کے ساتھہ آیا تھا+

فضل بن ماہان جو سامہ کی اولاد کا غلام تھا وہ سندہ میں آیا اور اسے تابع کر لیا۔ اور اُسنے خلیفہ مامون کی نذر کے لئے ایک ہاتھی بھیجا اور ایک جامع مسجد بنا کے اُسمیں خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اُسکا انتقال ہو گیا اُسکا جانشین محمد بن فضل بن ماہان ہوا۔ وہ ساتھہ جہاز لیکر قوم میڈ سے لڑا اور اُنکے بہت سے آدمیوں کو مارا۔ مالیا د مالا بار کو لے لیا اور پھر سندان میں گیا۔ اور اُسنے خلیفہ المعتصم باللہ کو تحفہ بہت لمبا اور بڑا ساج درسال کا درخت بھیجا جو پہلے کبھی دیکھنے میں آیا تھا اسکی غیر حاضری میں اسکا بھائی ماہان سندان میں غاصبی کرکے فرمانروا بن بیٹھا اور خلیفہ معتصم باللہ

التجا کی کہ وہ بھی اسکی فرمانروائی پر راضی ہو جائے مگر ہندوستانی اسکے مخالف تھے انہوں نے اُسے مار ڈالا اور اپنی آزادی اور مطلق العنانی کا اشتہار دیدیا کہ اب ہم مسلمانوں کے محکوم نہیں ہیں۔

یہ عمران کے زمانہ کا ذکر ہے کہ کابل کشمیر و ملتان کے درمیان ایک ملک الرعفان ہے۔ وہاں ایک عاقل فرمانروا تھا۔ اسکا بیٹا بیمار ہوا۔ اسنے ایک بڑے بت کدہ کے پجاری سے کہا کہ تو اپنے بت سے میرے بیٹے کے تندرست ہو جانے کی دعا کر۔ پجاریوں نے آکر کہا کہ ہم نے دعا کی تھی وہ قبول ہو گئی۔ مگر تھوڑی دیر بعد اسکا بیٹا مر گیا تو اُسنے بت کدہ کو اکھیڑ کر پھینک دیا اور بت کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور بعض مسلمان تاجروں کو بلایا جنہوں نے اسکو توحید کا سبق پڑھایا اور وہ اسلام پر ایمان لایا۔ کہتے ہیں کہ آفشین ترک نے جو بابک کو گرفتار کیا تھا تو اُس کے جلدو میں خلیفہ نے یہ انعام دیا کہ وہ دو کروڑ درہم صوبہ سندھ کے وصول کرلے جو دو سال کا زرمال گزاری تھا +

المعتمد کے اور المقتدر کے عہدوں کے درمیان جو نو خلیفوں کی سلطنت ہوئی اسمیں خلفاء کے اقتدار اور اختیار میں بتدریج تنزل ہوتا گیا۔ ترکی سپاہ روز بروز زیادہ خود مختار اور آزاد اور فسادی ہوتی گئی۔ اسکا حال ہمنے اول لکھا ہے کہ خلافت عرب کے ٹکڑے کیونکر ہوئے۔ پس جب دل بیمار ہو تو اور اعضا کیسے صحیح رہ سکتے + چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی +

خلافت کی حکومت سے دور کے صوبے جدا ہو گئے۔ ملک سندھ کی حکومت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہو گئے اور اسمیں جدا جدا فرمانروا ہو گئے۔ گو خلیفہ کو معاملات ملکی میں دخل نہیں ہے نہ خراج بھیجتے ہیں مگر ہمیشہ صاحب اختیار ہونے کے لئے خلفاء کی چاپلوسی اور تملق کرتے رہے اور انکا دل ایسے تحائف بھیجنے سے خوش کرتے رہے۔ ہاتھی۔ بازوں کا جھلڑ کچھ مشک کے نافے کچھ عنبر اور بعض اور خوشبودار چیزیں۔ ریشمی کپڑے۔ دو عجیب شتر بھیجے گئے تھے ایک گاڑی چار ہاتھ کے بتوں سے بھری ہوئی۔ اور ایک ساگوان کا درخت بہت بڑا اور اونچا۔ مگر خلیفہ کی روحانی بزرگی کو تسلیم کرتے تھے اور اُسکی تعظیم کرتے تھے +

ملک سندھ میں اہل عرب کی حکومت کا خاتمہ خلیفہ المعتمد کے زمانہ میں سمجھنا چاہئے۔ اُس نے یہاں کا حاکم یعقوب بن لیث کو مقرر کیا اور بلخ و طخارستان کے سوا سجستان اور کرمان بھی اسکے زیر حکم رہے

(۱۵) المعتمد عباسی ۲۵۶-۲۷۹ / ۸۷۰-۸۹۲ (۱۶) المعتضد عباسی ۲۷۹-۲۸۹ / ۸۹۲-۹۰۲

مسعودی اور سیاحوں کا بیان منصورہ و ملتان کی ریاستوں کا +

اُس کے چند برس بعد دو بڑی ریاستیں ملک سندھ میں ملتان و منصورہ قائم ہوئیں یعقوب بن لیث کا انتقال ۲۶۵ھ میں ہوا۔ اُس کے مرتے ہی یہ دونوں ریاستیں مطلق العنان اس سبب سے ہو گئیں کہ اُس کے جانشین جو ہوئے وہ ضعیف العقل اور کم زور ہوئے اور آل سامان کی سلاطین کی سلطنت کا آغاز تھا اُن کو فرصت نہیں ہوئی کہ اِس طرف متوجہ ہوتی۔ سیاحوں نے جو اِن ریاستوں کا حال لکھا ہے وہ نیچے بیان ہوتا ہے +

مسعودی ملک سندھ میں سنہ ۳۰۳ و ۳۰۴ھ (۹۱۵ء) میں آیا تھا۔ یہاں کی سلطنت اسلامیہ کی بڑی کر و فر وہ اپنی تاریخ مروج الذہب میں لکھتا ہے کہ ملتان میں امیر ایک شریف قوم کا ابو دلہبۃ المنبہ تھا اُس کے خاندان میں یہاں کی سلطنت مدت سے نسلاً بعد نسل چلی آتی تھی۔ صوبہ ملتان کا تنوج ایک صوبہ تھا جس کے برابر کوئی اور ملک ہندوستان کا نہ تھا۔ وہ سامہ بن لاوی بن غالب کی نسل میں سے تھا جس نے بحر عمان کے ساحل پر قبل از ولادت آنحضرت اقامت اختیار کی۔ اِس امیر کے پاس سپاہ تنخواہ دار تھی اُسکی دار السلطنت کے گرد...... ۱۲ پرگنے تھے خراسان کی حد تک اُس کی سلطنت تھی۔ ملتان میں ایک مندر سورج کا تھا جسکی پرستش کے لئے چاروں طرف دور دور سے جاتری آتے تھے اور موتی سونا چاندی زیتون کا تیل اور خوشبودار چیزیں چڑھاتے تھے۔ امیر کی بڑی آمدنی کا حصہ اسی بت خانہ سے حاصل ہوتا تھا۔ فقط امیر کا یہ دھمکی دینا کہ میں بت کے ناک کان توڑتا ہوں۔ ہندوستان کے کل راجاؤں کو امیر کے ساتھ مقابلہ و عداوت رکھنے کے لئے کافی تھا +

منصورہ میں ایک اور قریشی امیر فرمانروا تھا جسکا نام ابو المنذر عمر بن عبد اللہ تھا وہ ہبار بن اسود کی اولاد میں تھا۔ یہ ہبار وہ ہے جو آنحضرت کے ساتھ مخالفت میں مشہور تھا اور بعد فتح مکہ کے بھی ان چھ آدمیوں میں تھا جنکی نسبت یہ حکم تھا کہ جہاں پاؤ انکو مار ڈالو مگر وہ پیچھے مسلمان ہو گیا اور ۱۱۱ھ میں اُسکی اولاد میں سے کوئی اپنی قسمت آزمائی کے لئے سندھ میں چلا آیا تھا۔ یہاں ملک میں بے انتظامی پھیل رہی تھی اُسنے زیریں سندھ پر قبضہ کیا اور منصورہ کو اپنی دار الریاست بنایا +

ریاست منصورہ سمندر سے الور تک تھی اِس سے آگے ریاست ملتان شروع ہوتی تھی اِس میں تین لاکھ گانوں تھے انمیں زراعت خوب ہوتی تھی اور کھیتوں اور درختوں سے سارا ملک سرسبز تھا۔

یہاں کے باشندوں پر قوم میدو اور وحشی قومیں دست درازیاں کرتی تھیں۔ انکے ہاتھ سے بچنے کے لیے یہاں ہمیشہ حفاظت کا سامان درست رکھنا پڑتا تھا +

امیر منصورہ پاس ۸۰ جنگی ہاتھی تھے جنکی سونڈوں پر زرہ لگی ہوتی اور وہ خمدار تلواریں جنکو کرزل کہتے ہیں پکڑے ہوئے ہوتے۔ ہاتھیوں پر چار آئینے لگے ہوتے جس سے انکا سارا جسم محفوظ رہتا۔ اور ہر ایک ہاتھی کے ساتھ پانچ سو پیادے رہتے تھے۔ سوا ان ہاتھیوں کے اور ہاتھی تھے جو باربرداری اور رتھوں کے کھینچنے کے کام میں آتے تھے +

ان خلفاء کے زمانہ میں ابن حوقل ہند میں آیا وہ بچشم خود دیدہ یہ حال بیان کرتا ہے کہ ملتان اتنا بڑا نہ تھا جتنا بڑا منصورہ تھا۔ کوٹ اسمیں بنا ہوا۔ اگرچہ ملک سرسبز تھا اور پیداوار ارزاں تھا مگر وہ منصورہ سے کھیتی باڑی میں گھٹیا تھا۔ زراعت میں احتیاط نہیں کی جاتی تھی۔ امیر ملتان شہر سے باہر رہتا صرف جمعہ کو ہاتھی پر سوار ہو کر جامع مسجد میں نماز پڑھنے آتا تھا۔ یہاں کا خاص کوئی سکہ نہ تھا۔ تاتاری اور قندہاری درہم چلتے تھے۔ سندیوں کا لباس اہل عراق کا سا تھا مگر سندھ کے امیروں کا سا لباس امیران ایران پہنتے تھے بعض مسلمان بال بڑھاتے تھے ڈھیلے ڈھالے کپڑے پہنتے تھے اور انگوٹھیوں کو کستے تھے۔ ایسے لباس کا سبب یہاں کی گرمی تھا۔ مسلمانوں اور بت پرستوں کے لباس میں کچھ فرق نہ تھا +

ملتان اور منصورہ کے امیر مطلق العنان تھے۔ وہ ایک دوسرے کے حاکم محکوم نہ تھے۔ دونو خلیفہ بغداد کی روحانی بزرگی کو تسلیم کرتے تھے +

الور جو پرانا ہندوؤں کا دار السلطنت تھا اور اسکی دوسری تفصیل تھی وہ منصورہ کے ماتحت تھا اسکی نواح بڑی زرخیز تھی اور اس میں دولت بھی بہت تھی۔ راہوک باداہوک مکران کی سرحد پر کوہستان ہالہ کے مغرب میں منصورہ سے متعلق تھے۔

سند میں سوا مسلمانوں کی ان دو بڑی ریاستوں کے مغرب میں چھوٹی چھوٹی اور بھی ریاستیں تھیں۔ ایک ریاست توران تھی یہاں ایک بصرہ کا رہنے والا ابو القاسم حاکم۔ خراج کا وصول کرنیوالا منتظم قاضی سپہ سالار تھا جو دس اور تین میں تمیز نہیں کر سکتا تھا۔ دوسری ریاست قصدار تھی کیکانان میں ایک عرب حسین بن احمد رہتا تھا وہ یہاں ریاست کرتا تھا اور نماز میں خلفاء عباسیہ کا

خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ تیسری ریاست مکران جسکا حاکم عیسیٰ بن معدان تھا اُسکی دارالریاست کیز تھی جو وسعت میں ملتان کے نصف ہوگی۔ چوتھی ریاست سرحد مکران پر مشکی تھی اسمیں مطاہر بن رجا خود مختار حاکم تھا اور اپنا انتظام خود کرتا تھا۔ اسکی ریاست اتنی بڑی تھی کہ تین دن میں اُسکے اندر سفر ہوتا تھا۔ وہ نماز میں خلفاء کا خطبہ پڑھا کرتا تھا +

ابن حوقل لکھتا ہے کہ منصورہ وملتان اور باقی اور اضلاع میں عربی اور سندھی زبانیں بولی جاتی تھیں۔ اور مکران میں مکرانی اور فارسی زبان +

بلحاظ باقی اضلاع ہند کے جنمیں مسلمانوں کی آمد ورفت ہوئی جیسے کہ بلہاری کی سلطنت میں کیمبے اور سیمور میں جو ساحل بحر پر ہیں ابن حوقل یہ لکھتا ہے کہ وہ سارے کے سارے دیہات اور قصبات سے بڑے بڑے ہیں باشندے یہاں کے بت پرست ہیں مگر جو مسلمان یہاں رہتے ہیں اُنکی تعظیم وتکریم یہاں کے امرا بہت کرتے ہیں اور انپر حاکم انہیں کے مذہب کے مقرر کرتے ہیں اُنکے شرع کے احکام یہاں جاری ہیں مسلمان کے خلاف کوئی شخص شہادت نہیں دیسکتا جبتک وہ مسلمان نہ ہو۔ اُنکی مسجدیں یہاں موجود ہیں جنمیں اذان پانچوں وقت ہوتی ہے +

متفرقات

ملتان کی بت پرستی

ہیونشے پران میں اور چینی سیاح ہیون تسانگ کے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ یہاں ایک بتخانہ میں سورج کا بت سونے کا بنا ہوا رکھا ہوا تھا۔ مگر عرب کے مورخین یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ کسی بیش قیمت چیز کا نہیں بنا ہوا تھا۔ کاٹھ کا بنا ہوا تھا اور اسکی آنکھوں میں لعل لگے ہوئے تھے۔ اسپر چڑھاوا بہت چڑھتا تھا محمد قاسم نے اسکو بدستور رہنے دیا۔ مگر اُسنے ہندوؤں کے توہمات باطلہ کے اظہار کے لئے ایک گائے کے گوشت کا ٹکڑا اسکے گلے میں ڈال کر اتار لیا۔ خلفاء کی سلطنت میں یہ بت بدستور قائم رہا۔ مگر جب ملتان میں قرامطیون کا تسلط ہوا تو انہوں نے اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا بتخانہ کو جامع مسجد بنا دیا۔ اور خلفاء بنی امیہ کے عہد میں جو جامع مسجد بنی تھی اُسکو عداوت کے سبب سے بند کر دیا۔ مگر جب سلطان محمود نے ملتان کو فتح کیا تو اُسنے اس پرانی جامع مسجد کو کھول دیا اور نئی جامع مسجد کو بند کر دیا +

پھر یہ بت خانہ قائم ہوا اور اسکی پوجا بڑی دہوم دہام سے ہونے لگی۔ معلوم نہیں کہ ملتان میں یہ آفتاب پرستی کب سے کب تک رہی مگر اب ملتان میں اسکا پتا نہیں۔ اُس کی جگہہ پر لاد لوپری کا بت خانہ قائم ہے +

رسومات عجیبہ ملک سند

مجرمونکا امتحان آگ سے

ملک سندہ میں بعض رسومات قدیم سے چلی آتی تھیں اور جہالت کے سبب سے وہ اُنکو مانتے تھے جب کسی شخص پر کسی بھاری جرم کا شبہ ہوتا تو وہ اپنی بے گناہی کے ثابت کرنیکے لئے بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلوں میں سمندر کی طرح گذر جاتا اور حضرت خلیل اللہ کی طرح آگ سے بچکر نکل آتا۔ اُنکے نزدیک سچ میں یہ قدرت تھی کہ وہ آگ سے سچے آدمی کو جلنے نہیں دیتا تھا۔ ایک اور طریقہ یہ تھا کہ مشتبہ مجرم اپنے ہاتھ پر پتے کچے تاگوں سے باندہتا اور لوہے کا تپتا سُرخ انگارہ ہتیلی پر رکھ کر چند قدم بھاگتا تو اکثر یہ دیکھنے میں آتا کہ نہ پتے جلتے نہ تاگا۔ اگر پتھر کو زمین پر پھینک دیتے تو وہ دولو ہتیوں اور تاگوں کو جلا دیتا۔ یہ صداقت ہی کی کرامت ہوتی کہ اُنکو ہتیلی پر گرم پتھر نہ جلا سکتا تھا +

ایک کہانی لکھی ہے کہ ایک سوار کی بیوی کی جوتیوں کا جوڑا ایک عورت نے چرایا اور چوری سے انکار کیا جب گرم لوہے سے اُسکے امتحان کا وقت آیا تو اُسنے ایک لکڑی میں وہی کے اندر جوتیوں کے جوڑے کو چھپا کر سوار کی بیوی کو دیدیا اور اُسے کہدیا میں جبتک اس امتحان گرم کے امتحان سے فارغ ہوں تم اُسکی حفاظت کرنا۔ بعد ازاں اُسنے کہدیا کہ میں نے جوتیوں کا جوڑا پایا تھا میں نے اُسکے مالک کو سپرد کر دیا۔ یہ میں سچ کہتی ہوں اور اس سچ کے بھروسہ پر میں گرم لوہے کو ہاتھ میں لیتی ہوں۔ یہ کہہ کر اُسنے لوہے کو اُٹھا لیا اور اُسے کچھہ گزند اُسکو نہیں پہونچا۔ توہمات میں بھی کیا قدرت ہے کہ وہ کن کن ناممکن باتوں کا یقین دلمیں پیدا کر دیتی ہے +

مجرموں کا امتحان پانی میں

گہرے پانی میں ایک بڑی مضبوط بلّی گاڑدیجاتی اور مجرم کو حکم ہوتا کہ وہ پانی کے اندر اس بلّی کی تہ پاس بیٹھے۔ ایک شخص تیر چھوڑتا دوسرا اُسکو لانے کے لئے دوڑتا جب وہ لے آتا تو بلّی

ہلائی جاتی اگر مجرم بے گناہ ہوتا تو اُسمیں اتنا دم باقی رہتا کہ وہ اوپر آجاتا۔ اور اگر وہ گناہگار ہوتا تو اتنی دیر میں اُس کا دم فنا ہوتا +

منتر و سحر

بہت سے آدمی سحر و منتر کا پیشہ کرلے تھے۔ اکثر اپنے ہمسایہ کی طاقی کو اُڑا لاتے تھے۔ اسکی بھی بہت سی کہانیاں بنا رکھی تھیں۔

علم الاکناف

اس علم کو عوام الناس بھنی کہتے ہیں اور علم شانہ اور علم الاکناف بھی اسکا نام ہے بعض پہاڑی آدمی اس علم کو جانتے تھے اور ان جاننے والوں کو ماتسنگہ کہتے تھے وہ شانہ کی ہڈی کو دیکھکر بتلا دیتے تھے کہ کیا وہ چاہتا ہے اور جو چاہتا ہے وہ ہوگا یا نہ ہوگا + ایک اور رسم یہ بھی تھی کہ بعض چند رسیاں اُلجھی اُلجھائی ڈال دیتے پھر اُسکے سُلجھانے سے غیب کی باتیں تبلا دیتے بعض عورتیں جگرخوار ہوتی ہیں اور آئندہ کی باتیں جو پوچھو وہ بتاتی ہیں۔ جوگنیاں بھی ہوتی ہیں جنمیں سے ایک کا ذکر راجہ داہر کے حال میں بیان کیا گیا + ایک فرقہ مورتیا کہلاتا تھا۔ وہ فقیروں کے لباس میں پھرتا تھا اور زمانہ گذشتہ کی باتیں بتاتا تھا اور غیب کی باتیں کہتا تھا اسطرح بھولے بھالے آدمیونکو ٹھگتا پھرتا تھا۔ بعض آدمیونکو نقش پا کے پہچاننے کی مشق ایسی ہوتی تھی کہ وہ اُسے دیکھکر بتلا دیتے تھے کہ وہ عورت کا پانوں ہے یا مرد کا یا کسی واقف کا یا اجنبی کا یا بوڑھے کا یا جوان کا۔ گھوڑوں اور اونٹوں۔ بیلوں بھینسوں کے پانوں کے نشانونکو پہچانتے تھے اور پہاڑوں اور ریگستانوں میں وہ پانوں کے کھوجوں پر چل کر چورونکا پتا لگا دیتے تھے۔ کچھ کے ضلع میں ایک فرقہ تھا جو ٹھیکرے سے فال خوب نکالتا تھا اور اس فال سے نیک و بد کا حال پہلے سے کہدیتا تھا۔ مسافرونکو تبلا دیتا تھا کہ اب تمہارے لئے کیا بُرا بھلا آنے والا ہے۔ یہاں ایسی عجیب و غریب باتونکا رواج تھا +

لڑائی میں آپس میں بند ہنا

سندیونمیں یہ بھی رسم تھی کہ لڑائی میں جو جان نثار گروہ ہوتا وہ لڑائی سے پہلے

اُنسمیں باہم کمروں کو رسیوں سے باندھ لیتی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ انہوں نے مغلوں کی سپاہ کو دیکھا تو وہ گھوڑوں پر سے اتر پڑے اور سروں پر سے پگڑیاں اتار لیں سب نے اپنی کمروں میں اسطرح اُنکو باندھا کہ وہ آپس میں جدا نہ ہو سکتے تھے اسطرح لڑکر مارے گئے۔ یہ بندش اسواسطے ہوتی تھی کہ کوئی بھاگ نہ جائے یا صف بندی باقاعدہ رہے۔ راجپوتانہ اور سندھ میں بھی رواج ہے کہ گھوڑوں پر سے سوار اتر کر پیادہ پا بھی لڑا کرتے تھے اور اسپر فخر کیا کرتے تھے۔ یہ بندش اور پیادہ پا ہونے کا انتظام اسلئے کئے جاتے تھے کہ سپاہیونکو مفرور ہونا آسان نہ ہو۔

سندھ میں بدھ مذہب

جس زمانہ میں ملک سندھ میں مسلمانوں نے حملہ کیا ہے تو علی العموم یہاں بدھ کا مذہب پھیلا ہوا تھا اسلئے مسلمانوں کی کتابوں میں جہاں بُد لکھا ہے وہ اس مذہب والوں سے مراد ہے بت سے مراد نہیں ہے۔ گو یہاں کا راجہ چچ برہمن تھا مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ بدھ ہو گیا تھا۔ اسمیں شبہ نہیں کہ چچ و داہر دونو بدھ کے مندروں میں پوجا کیا کرتے تھے خواہ وہ بت پرست ہندو ہو کر یہ پوجا کرتے ہوں یا بدھ مذہب انہوں نے قبول کر لیا ہو جو کچھ حال کتب معتبرہ سے اہل عرب کی مہم کا ملک سندھ پر معلوم ہوا اُسکو باختصار بیان کیا۔ اب طالب علمونکو اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ اہل عرب نے یہاں کیا کیا کام کئے اور انکا انجام کیا ہوا۔ اُنکی سلطنت کتنی مدت تک قائم رہی اور کس صورت پر رہی اور انتظام سلطنت کیا تھا۔ ایسی باتوں پر غور کرنے سے علم تاریخ سے عقل و شعور کی افزائش ہوتی ہے یہی مآل تاریخ دانی کا ہے۔ اس قبیل کی ہم چند باتیں لکھتے ہیں۔

اول جب اہل عرب یہاں آئے تو اُنکے ساتھ ایسے آدمی نہ تھے جو انتظام ملکی کی رسم و راہ کے ماہر ہوں اور علم سیاست مدن کے عالم ہوں اسلئے جو ملک اُنکو ہاتھ لگا اُسکو یہیں کے رئیسوں اور امیروں کے حوالہ کر دیا معلوم نہیں ہوتا کہ اہل عرب کا کیا بلند تھا۔ یا اُنکی ذات کے ساتھ سخاوت اور فیاضی ایسی مخصوص تھی یا علم حساب آتا تھا کہ جو کام روپیہ حساب کا تھا وہ اُنہوں نے ہندوؤں کے ایسا سپرد کر دیا کہ جو چاہیں یا سفید و سیاہ ملک کی آمدنی اور خزانہ کے ہندو ایسے مالک تھے کہ اُنکے اختیار میں تھا جو چاہیں سو اُٹھا کر مسلمانوں کو دیں۔ ہمیشہ اہل عرب کو یہ محاسب جو کہ دیتے رہے اور جتنا نقد کر کے مال اُڑاتے رہے۔

اہل عرب کی سلطنت کا نتیجہ

جب کہیں پانچ چار برس کا زر مال جب ادا نہ ہوا تو اہل عرب نے محاسبین کو شکنجہ سے ڈرایا اور ختنہ کا خوف دکھایا۔ یونہیں اکثر بچو جو اپنا روپیہ چاہا لے لیا دینے والوں نے کچھہ منت سماجت کی کچھہ حکمت کام میں لائے۔ کچھہ سختی کے متحمل ہوئے تھوڑا سا روپیہ دیکر ہاتھہ پاؤں چھوٹا لے۔ غرض اس حساب کے اندھیر کھاتہ سے بعض وقت بڑا اندھیر مچ جاتا تھا۔ زبردست نہال ہو جاتے تھے۔ اور زیردست پامال +

دوم اس ملک میں اہل عرب اپنے ملک سے آئے تھے جسمیں بالکل کوہستان اور بیابان تھا۔ اونکو زرخیز زمینوں کی قدر و منزلت کیا معلوم تھی جب کبھی کوئی ملک انھوں نے مفتوح کیا اس فتح کے استحقاق میں جتنا روپیہ رعایا دینے پر راضی ہوئی انھوں نے غنیمت جانا۔ زمین کی قدر و قیمت کی جانچ پڑتال کر کے اسکا محصول نہیں مقرر کیا۔ کچھہ انکے ہاں ملک کی آمد و خرچ کا حساب ترتیب سے نہ رہتا تھا۔ ایک مدت کے بعد ایک شخص نے اس آمد و خرچ کی کتاب بنائی۔ سوا اسکے انکو ایسے ملکوں کا انتظام کرنا نہ آتا تھا ملک کا فتح کرنا انکو آسان تھا۔ مگر اسکا نظم و نسق کرنا دشوار تھا کہ اس ملک کا انتظام برہمنوں کے سپرد ہوا +

سوم اہل اسلام کے ہاں کوئی سکہ نہ تھا اونکی دار الخلافت تک میں یونان اور ایران کے سکوں میں تمام کام تجارت اور لین دین کے چلتے تھے خلیفہ عبد الملک نے دینار پر اول سکہ لگایا اور اسوقت سے حساب کتاب خزانوں کا اہل عرب کے سکوں میں شروع ہوا ہے۔ اسی زمانہ میں اجنبی سکوں کے رواج کے سبب سے رعایا کی تکلیف دور ہوئی +

چہارم جن جوانمردوں نے کارہائے نمایاں ملک سندھ میں کئے انہوں نے معافی میں اقطاع زمین پائے مگر خلیفہ عمر کا حکم سپاہیوں کے واسطے تھا کہ وہ کوئی پیشہ اور کاشتکاری نہ کرنے پائیں۔ اسلئے گو زمین انکو مل گئی تھی مگر وہ اصل مالکوں کے قبضہ میں رہتی۔ اسلام کے لشکر میں جو سپاہی تنخواہ پاتے تھے انکو غنیمت نہ ملتی تھی۔ نہ زمین معافی کی دیجاتی تھی۔ صرف تنخواہ پاتے تھے۔ مگر جو بے تنخواہ سپاہی لڑا کرتے تھے انکو چہار خمس غنیمت کے اور زمین معافی کی دیجاتی تھی۔ اور ایک خمس غنیمت کا امانت رہتا تہا سو وہ خیرات اور اور نیک کاموں میں صرف ہوتا تہا۔ اگر خلیفہ کچھہ بھی اس خمس میں افزائش کرنی چاہتا تو سپاہی اوسیوقت لڑنے کو تیار ہو جاتے +

پنجم ملک سندھ کی زمین مقبوضہ میں سے بہت سی زمین اوقاف کے لئے وقف کی گئی اور مساجد وغیرہ کے

خرچ کے کام میں آتی ہی۔ اسکی نشانی اب تک ملک سندھ میں موجود ہی کہ شہیدوں مولویوں کی ایک لاکھ
قبریں موجود ہیں جنکے مجاور فقیری کرتے ہیں تالپور کی ریاستوں کی تہائی آمدنی ان اوقاف
میں خرچ ہوتی ہے +

ششم - اہل اسلام نے اول عملداری میں یہ طریقہ اختیار نہیں کیا کہ وہ ہندوؤں کے ساتھ ملکر
رہتے - بلکہ وہ اپنے شہر جدا بناتے اور انہیں سکونت اختیار کرتے اسلئے ہندو مسلمانوں میں میل
جول دامن چولی کا سا نہ ہوا مسلمانوں کو شہر بنا لینا اس وقت آسان تھا - ہزاروں مکان بت پرستوں
کے ڈہائے ہوئے پڑے تھے - انکے ملبہ اور مصالح سے مکان جھٹ پٹ بنا لیتے - اکثر بتخانوں کے
مصالح سے مساجد تعمیر کرتے +

ہفتم کہیں اس کا پتا نہیں لگتا کہ اس ملک میں اہل عرب کے ساتھ انکی عورتیں بھی آئی ہوں لڑائیوں
میں اہل عرب اکثر عورتوں کے ساتھ لیجایا کرتے ہیں بعض لڑائیوں میں تو ان عورتوں ہی کی فصاحت
اور بلاغت سے فتح حاصل ہوئی ہے - ایسی لڑائیاں مشہور ہیں - اس مہم میں عورتوں کے نہ لانے کا
سبب یہ بھی تھا کہ اسباب انکے لانے کا بہم نہ پہنچا - چار سپاہیونکو ایک اونٹ ملا تھا - اسی پر سامان
خیمہ ڈیرہ کھانا پینا لدا تھا - ایسی صورت میں عورتیں کیونکر آتیں - مگر جب زمانہ امن کا آ گیا اور رستہ
کھل گیا تو بھی نہیں معلوم ہوتا کہ پیچھے جو اہل عرب یہاں آئے وہ اپنے ساتھ عورتوں کو لائے - سوا اسکے
جو اہل عرب یہاں آئے انکو جیسا آگے بڑھنا مشکل تھا - ویسا ہی وطن میں پیچھے جانا دشوار تھا -
تاریخ طبری میں لکھا ہی کہ خلیفہ سلیمان نے جو خلیفہ ولید کا جانشین تھا - ان لوگونکی نسبت یہ حکم دیدیا کہ
جہاں چاہو محنت مزدوری کرو اور زمین بوؤ جوتو مگر ملک شام میں تمہارے واسطے جگہ نہیں - اس خلیفہ
کے عہد خلافت میں ۹۹ سن ہجری تک تو یہ لوگ یہاں رہے ہونگے - پہر اسکے مرنے کے بعد بھی سب کے سب
تھوڑے چلے گئے ہونگے - غرض یہاں اس عرصہ بعید میں اسی ملک کی عورتوں کے ساتھ اہل عرب ہمآغوش
ہوئے ہونگے اور ساری غنیمت کی کمائی انہیں سے نذر کی ہوگی - اس ملک میں اہل عرب کی اولاد
پیدا ہوئی - انکے بشرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ انہیں حسن اہل عرب کا ایسا نہیں جھلکتا جیسا کہ اور ممالک
مفتوحہ میں انکی اولاد کے اندر نظر آتا ہے +

ہشتم اہل عرب کی یہ نہایت عمدہ تدبیر تھی اور قابل تعریف انتظام تھا کہ انہوں نے اہل سندھ کو اپنی سپاہ میں بھرتی کیا۔ ضرورت رفع ہونے کے بعد کچھ سپاہیونکو انہوں نے موقوف کر دیا بعض سپاہ کو وہ دور دور ملکوں میں لڑنے کے واسطے لیگئے۔ یہ طریق اہل روم کا بھی تھا کہ جس ملک کو فتح کرتے اور اُس میں جس قوم کو سپاہی اور مرد دیکھتے اُنکو اپنا ملازم کر کے اور ملکوں کو لیجاتے۔ اسمیں کئی فائدے حاصل ہوتے۔ اول یہ خود ملک اُن لوگوں سے خالی ہو جاتا جنمیں لڑنے جھگڑنے کا حوصلہ و عزم ہوتا اس سبب سے پھر اس ملک میں کوئی خطرہ اور اندیشہ نہ رہتا۔ دوسرے یہ اجنبی ملک کے سپاہی وقت پر اُنکو کام آتے کہ بادشاہونکو اپنے ملک کے رہنے والے بغاوت کرتے۔ چنانچہ ایسی بہت دفعہ اتفاق ہوا کہ بادشاہوں سے خاص کر انکی ہم قوم رعایا نے سرکشی کی۔ اور اجنبی ملکوں کے سپاہیوں سے اونکی سرکوبی کی +

نہم اہل عرب نے ان لڑائیوں کے ساتھ تجارت کو بھی ہاتھ سے نہیں دیا۔ اُسکو بھی بڑی رونق دی۔ سندھ میں کاروان دور دور سیستان خراسان و بامیان زابلستان اور کابل میں ہو کر آتے اور اسباب لاتے اور یہاں سے لیجاتے سمندر کی راہ سے بھی تجارت کا باب کھلا ہوا تھا۔ یہ کاروان جو دور دراز فاصلوں سے مقررہ وقتوں میں آتے تھے ایسے بڑا تعجب ہوتا ہے۔ بحری تجارت میں جہاز سندھ ہو کر گذرتے لکڑی اور چین کا اسباب لیجاتے۔ عرب کے گھوڑے اکثر ملک سندھ میں آتے۔ غرض اہل اسلام نے تجارت کو خوب رونق دی

دہم اہل اسلام نے یہاں کے لوگوں کے ساتھ یہ برتاؤ برتا کہ جب کسی بستی پر حملہ کیا تو بستی والوں سے پہلے یہ درخواست کی کہ اسلام قبول کرو یا جزیہ ادا کرو۔ انکار کی صورت میں بستی پر حملہ ہوتا تھا۔ ہتیار بند سپاہی قتل ہوتے تھے۔ اُنکے اہل و عیال لونڈی غلام بنائے جاتے تھے اور فروخت ہوتے تھے۔ پیشہ ور کاشتکار تاجر کشت و خون سے معاف ہو جاتے تھے اُنسے کچھ تعرض نہ ہوتا تھا چنانچہ جن شہروں کا حال پہلے لکھا جا چکا ہے وہ اسکا شاہد ہے جن لوگوں نے جزیہ دینا قبول کر لیا اُنکو حسب دستور قدیم اپنے رسوم مذہب کی اجرا و ادا کا اختیار دیا گیا جب راجہ بھی جزیہ دینے پر راضی ہو گیا تو اُسکا ملک اُسکے قبضہ میں دیدیا اور ایک باجگذار راجہ بنگیا جو مسلمان ہو گیا وہ سب جھگڑوں سے چھوٹ گیا +

یازدہم زمین پر محصول لینے کا قاعدہ بندھا ہوا تھا۔ اول کوئی پیمانہ نہ تھا کہ زمین کی پیمائش ہوتی فقط

انکل سے زمین کا اندازہ کیا جاتا۔ کوئی محصول متعین نہ تھا بلکہ وہ پیداوار پر موقوف تھا اگر زمین نہروں
اور دریاؤں سے سیراب ہوتی۔ تو جو اور گیہوں کی پیداوار پر دو پانچواں حصہ لیا جاتا اگر کسی اور صورت
سے سیراب ہوتی تو تین دسواں حصہ اور ایک چوتھائی پیداوار کا اُس زمین سے لیا جاتا جسمیں آب پاشی
کسی طرح نہ ہوتی تھی۔ باغ کی پیداوار کی ایک تہائی۔ انگور اور کھجور وغیرہ کی پیداوار کا ایک خمس
یہ خراج جنس میں ادا کیا جاتا یا نقد روپیہ یا جاتا + اگرچہ یہ محصول خلیفہ عمر کے انتظام کے موافق
مقرر ہوئے تھے۔ مگر آخر کو بہت زیادہ ہوگئے۔ غرض نہ تشخیص جمع تھی نہ پیمائش تھی سب کام انکل اور
تخمینہ سے چلتے تھے کسی زمیندار اور کاشتکار سے اتنا زیادہ لیا کہ اسکو کھانیکو بھی نہ بچا۔ کسی سے اسقدر کم لیا
کہ وہ نہال ہو گیا شہنشاہ اکبر کے زمانہ کا سا حال نہ تھا کہ ایک ایک چپہ زمین کا آلات سے پیمائش ہوتا تھا
اور تمام پیداوار کی تشخیص ہوتی تھی اور اُسکے موافق جمع سرکاری مقرر ہوتی تھی۔ تمام قسم کے محاصل
ستائیس لاکھ روپیہ کے قریب خزانہ خلفاء میں داخل ہوتا تھا۔ ابن خلدون نے حکیمانہ اور فلسفانہ یہ رائے
لکھی ہے کہ جب مسلمانوں کی عیش و عشرت میں افزائش ہوئی تو انکی شجاعت و ہمت گرمجوشی میں کاہش
ہوئی اسلئے ضرورت ہوئی کہ نوکر زیادہ رکھے جائیں اور انکو تنخواہ زیادہ دی جائے۔ اسلئے بتدریج خراج
یہانتک بڑھا کہ اہل پیشہ اور مزارعین اُسکے متحمل نہ ہوئے۔ اسلئے جلدی جلدی سلطنت میں تبدیلیاں
ہونے لگیں — ۱۲ دوازدہم۔ اہل اسلام کے جھگڑوں کو قاضی شرع کے موافق فیصل کرتا تھا ہندو اور مسلمانوں
کے درمیان جو جھگڑا ہوتا تھا اسکو بھی قاضی شرع کے موافق چکاتا تھا۔ ہندوؤں کے درمیان جو جھگڑے
لین دین اور معاہدے و زناکاری وراثت وغیرہ کے ہوتے پنچایت مقرر ہوکر فیصل ہو جاتے +
۱۳ سیزدہم۔ ہندوؤں کے ایسے قدیمی قانون کہ خاص قومیں فلاں قسم کا کپڑا نہ پہنیں گھوڑوں پر سوار نہ ہوں
کاروانوں کو رستہ بتانے کے لئے بعض قومیں اپنے معتبر آدمی ساتھ کریں مسلمانوں نے بدستور جاری رکھے
اور انپر یہ اضافہ اور کیا کہ ہر وارد و صادر کی دعوت ایکدن دونو وقت کریں اور اُسکی تین دن +
۱۴ چہاردہم۔ حجاج بن یوسف کی بڑی دانشمندی یہ تھی کہ اُسنے محمد قاسم کو یہاں کی مہم عظیم کا اہتمام
سپرد کیا تھا۔ حمزہ بن بیض نے اُسکی شان میں دو شعر کہے ہیں جو اُسپر بالکل صادق آتے ہیں۔
اشعار کا ترجمہ یہ ہے کہ محمد بن قاسم بن محمد شجاعت و سماحت رکھتا تھا۔ سترہ برس کی عمر میں قائد جیش

وہ ماں کے پیٹ سے ہی حکومت کے لئے پیدا ہوا تھا۔ اگرچہ محمد قاسم کی نوعمری اور شباب کا عالم تھا مگر وہ بڑا مدبر اور شجاع تھا۔ شمشیر اور تدبیر دونوں سے کام لیتا تھا۔ اگر اتفاقیہ کہیں کچھ شمشیر سے ستم کیا تو اُسکی مکافات تدبیر سے بھی ضرور کی۔ اگر کہیں بتوں کو توڑا تو اُنکے ساتھ بت خانوں کی مرمت کرنے کا بھی حکم دیدیا۔ اگر کہیں لوٹ مار سے دشمنوں کو خستہ حال کیا تو اُنکو بیت المال سے معاوضہ بھی دلا دیا۔ قدیمی قاعدہ جو ہندو ؤں کا تھا کہ زر مال گزاری میں سے تین فیصدی خزانہ شاہی میں اسلئے داخل کرتے تھے کہ اس روپئے سے برہمنوں کی خدمات کا معاوضہ دیا جائے وہ اُسنے بدستور قائم رکھا۔ یہاں ہر شخص ہندی سندی ذی لیاقت اُسکو ملا اُسکی قدر شناسی کی بلکہ یہاں کے لائق آدمیوں کو اُسنے ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالا اور سرافراز کیا۔ اُسنے یہاں کے وزیروں کو وزیر اور مشیر اپنا مقرر کیا اور اپنے پاس اُنکو رکھا۔ غرض مردم شناسی اور دلجوئی اُسپر ختم تھی۔ دشمنوں کے ساتھ جو اُسنے نیک سلوک کئے تھے وہ کمتر کوئی کیا کرتا ہے۔ پانزدہم۔ یہ سوال اکثر کیا جاتا ہے کہ حرارت اسلامی کی حالت میں اہل اسلام ملتان تک چڑھے چلے آئے مگر ہندوؤں کے مذہب میں وہ انقلاب نہیں پیدا کرسکے جو اُنھوں نے ایران اور ملکوں میں پیدا کیا تھا۔ اسکے کئی سبب بیان کئے جاتے اول یہ کہ ہند میں برہمنوں کا گروہ ایسا قوی تھا کہ وہ سلطنت کے کاروبار میں شریک غالب تھا تمام ہندو ان کا پاس و لحاظ و ادب کرتے تھے ہر ہندو کے دل میں اُنکا رعب و داب بیٹھا ہوا تھا۔ ہندوؤں کے مذہب میں قوانین سلطنت اور رسم و رواج غلط ملط تھی۔ اگرچہ ہندوؤں میں نا اتفاقی ایسی تھی کہ ملک چھوٹے چھوٹے حصوں میں منقسم تھا مگر یہ تقسیم اُنکے حق میں مفید تھی اسلئے اگر دشمن نے ایک راجہ کو تباہ کیا تو حملہ کرنے والونکے دشمنوں میں سے ایک کم ہوگیا۔ دوسرا حریف اُسکے اس بعد مقابلہ کرنے کو باقی رہا۔ اور جسقدر کہ وہ حملہ آور آگے بڑھا اُسیقدر لشکر اُسکا گھٹا۔ اور جہاں سے رسد وغیرہ کا سامان اُنکو بہم پہونچتا وہ دور پڑا اور مخالفوں پر کوئی ایسا صدمہ نہ پہونچا جسکی سبب سے اُنکی مہم کامل ہو جاتی۔ سوا اسکے دین اسلام کے نہ پھیلنے کا سبب ہندوستان میں یہ بھی ہوا کہ مسلمانونکو جتنا ملک ہاتھ آتا گیا اُتنا اُنکا مزاج بدلتا گیا۔ کیا گرم دیندار واعظ تھے۔ یا دنیا دار بادشاہ بنگئے۔ اسلام کے پھیلانے کا نہ وہ ولولہ رہا نہ جوش رہا۔ یہ سب سرد ہوا۔ دنیا کی جاہ و حشمت بڑھانے کے پیچھے پڑگئے جفاکش سپاہیوں کی عیاش بادشاہ ہوگئے۔ پہلے اُنکی

ساری ہی خوشی و مسرت فتح و نصرت تھی - اب ناروا حرکات اور عیش و عشرت کرنے میں لذت آتی تھی - یا ایک زمانہ وہ تھا کہ خلیفہ دوم جب بیت المقدس کو اپنے لشکر کے ساتھ سوار ہوئے تو ایک ہی اونٹ پر اُن کا سب کھانا پینا اوڑھنا بچھونا تھا - یا ۱۶۰ھ میں ابو محمد منصور المہدی مکہ کے اندر پانچ پانچ سو اونٹوں پر لدوا کر برف منگاتا - یا وہ زمانہ تھا کہ خلیفہ سوم جب دن کے کام کا بقیہ رات کو پورا کر چکتے تھے تو چراغ کو گل کرتے کہ بیت المال کا مال ضائع نہ جائے - یا یہ کفایت شعاری تھی - یا یہ فضول خرچی ہونے لگی کہ ۸۵ھ ہجری میں خلیفہ حجاج ابن یوسف ثقفی کے دربار عالیشان میں ہزار خوان کھانے کے اہل مجلس کے روبرو چنے جاتے تھے - خلفاء عباسیہ کے عہد میں یونانی اور غیر زبانوں کی کتابوں کے ترجموں نے فلسفہ و حکمت علوم ریاضیہ و طبیعیہ کا شوق مسلمانوں میں پیدا کر دیا - اُنہوں نے اپنی ذہانت کو بجائے مذہب کے زیادہ تر اس طرف متوجہ کیا - ہاروں رشید کے دربار میں تو ماہران علم موسیقی بھی چار و ناچار اُنکے گرد موجود ہوئے - غرض اس دنیا کی جاہ و حشمت کے لالچ نے دین کے کاموں کو ہندوستان میں کھیلے میں ڈال دیا +

افسوس یہ ہے کہ اگرچہ اہل عرب کا تعلق ملک سندھ سے تین سو برس تک رہا مگر کوئی اثر اُن کے اس تعلق کا ملک پر باقی نہ رہا - اور کسی سیاح کو اس ملک میں سفر کرنے سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کبھی اُنھوں نے یہاں قدم بھی رکھا تھا نہ کوئی عمدہ مسجد اُنکی بنائی ہوئی نظر آتی ہے نہ خانقاہ نہ کوئی اور عمارت نہ کوئی اُنکی زبان کا اثر ہے نہ اُنکے شہروں منصورہ محفوظہ البیضا وغیرہ کا نام و نشان باقی ہے - حجاج نے جو اس مہم سندھ کا حساب کتاب کیا وہ اس طرح ہے کہ ۶۰۰۰۰۰۰۰ درہم اُسنے خرچ کیے اور ۱۲۰۰۰۰۰۰۰ درہم پائے - چونکہ خلیفہ کا حصہ کل غنیمت کا پانچواں حصہ ہوتا ہے تو کل غنیمت ۶۰۰۰۰۰۰۰۰ درہم ہوئے ایک درہم ۴ آنہ ۴ پائی کے قریب ہوتا ہے تو کل غنیمت تیرہ کروڑ چھہتر لاکھ روپیہ کے قریب ہوئی - ملک سندھ کے باج و خراج کی نسبت مورخوں میں کچھ اختلاف ہے - یہ اختلاف ہونا ہی چاہیے اسلیے کہ ہر سال زمین کی پیداوار کے خراج کی شرح بدلتی رہتی تھی - اور ملک کی حدود میں کمی و بیشی ہوتی رہتی تھی - ابن خلدون کی فہرست آمدنی سلطنت خلفاء میں لکھا ہے کہ صوبہ سندھ سے ۱۱۵۰۰۰۰۰ درہم اور ۱۵۰ سیر عود خراج